

سعودی عرب اور یمن کا قضیہ

حمد و ستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانہ عالم کو وجود بخشا
(اور)
درود و سلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنہوں نے حق کا بول بالا کیا۔

مشرق وسطیٰ میں صدیوں سے دو طاقتیں ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہی ہیں، ایک ایران (فارس) اور دوسری روم، جزیرہ نما عرب کے ساحلی علاقے، جہاں اب چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہیں، وہاں قبائلی نظام تھا، یہاں کے حکمران ایران کے زیر اثر تھے، جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو دورِ فاروقی میں آنحضرت ﷺ کی یہ پیشین گوئی ہلک کسری فلا کسری بعدہ (کسری ہلاک ہو گیا اب کوئی نیا کسری نہیں آئے گا) روزِ روشن کی طرح نمایاں ہوتی، عرب کے خانہ بدوشوں نے عظیم ایرانی سلطنت کو تاخت و تاراج کر دیا اور عربوں کی ایک ہزار سالہ حکمرانی نے قدیم ایران کے اہم ترین علاقوں کی زبان تک تبدیل کر دی، ایران کی عظمت پارہ پارہ ہو کر تاریخ کا حصہ بن گئی لیکن اقتدار اور عظمت کا شمار صدیوں تک باقی رہتا ہے، آج بھی جب ایک عام ایرانی عراق میں دجلہ و فرات، ازبکستان میں سمرقند و بخارا، افغانستان میں ہرات، تاجکستان میں دوشنبہ اور آذربائیجان میں باکو جیسے شہروں کو دیکھتا ہے تو اسے اپنی عظمت رفتہ یاد آ جاتی ہے کہ یہ تمام علاقے کسی وقت عظیم ایرانی سلطنت کا حصہ تھے۔

اسلام سے پہلے قتل و خونریزی کا ایک باعث عرب و عجم کی تقسیم تھی، تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وہ عرب جو ایرانی بالادستی اور ایرانی افکار و خیالات کو تسلیم کر لیتے تھے وہ ایران کے دوست سمجھے جاتے تھے، باقی دشمن۔ یہی رویہ حضرت عمر ♦ کے زمانے میں فتح ایران سے پہلے تک تھا اور یہی آج دوبارہ ایران میں لوٹ آیا ہے، ایران کی عظمت رفتہ کو زندہ کرنے کے لیے یہ ضروری فرض کر لیا گیا ہے کہ اپنے حامی لوگوں کو ساتھ ملا کر عرب و عجم لڑائی کو ہوا دی جائے، لیکن بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ اس جنگ میں عجم یعنی ایران کی سر زمین پر آگ نہیں لگی ہوئی بلکہ کمال ہوشیاری سے اس جنگ کو مسلکی رنگ دے کر عرب دنیا تک محدود کر دیا گیا ہے۔ عراق، شام، بحرین، یمن سب جگہ عرب مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے، اس گروہی اختلاف کو ایران، سعودی عرب سے سرد جنگ کی وجہ سے ہوا دے رہا ہے، بالفاظ دیگر یمن کے حوثیوں کا ساتھ مسلک کی وجہ سے نہیں بلکہ عرب و عجم کی کشمکش میں دیا جا رہا ہے، اس لڑائی کو عرب و عجم کی جنگ بننے سے روکنے کا طریقہ ایک ہی ہے کہ تمام شیعہ علماء حوثی قبائل کے خلاف ویسے

ہی فتویٰ دیں جیسے انہوں نے داعش کے خلاف دیا تھا کہ یہ باغی ہیں اور ریاست ان سے جنگ کرے، اسی طرح سنی علماء کو سعودی حکومت سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ یمنی علاقوں پر بمباری کی پالیسی پر نظر ثانی کرے کہ بہر حال اس میں بہت سے بے گناہ بھی مارے جاتے ہیں۔

جہاں تک پاک سعودی عرب تعلقات اور حرمین شریفین کے تحفظ و تقدس کا مسئلہ ہے تو یہ تعلقات تمام مصلحتوں سے بالاتر اخوت ایمانی پر قائم ہیں جب کہ حرمین شریفین کے تقدس و عظمت کی حفاظت کے لیے ایک ایک کلمہ گواپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کو سعادت سمجھتا ہے۔

اس موضوع پر جامعہ خیر المدارس کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم نے پوری وضاحت کے ساتھ مدلل انداز میں ایک مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جسے ”کلمۃ الخیر“ کا حصہ بنایا جا رہا ہے اس مضمون سے واضح ہو جائے گا کہ یمنی باغیوں کے حامی عناصر کے پس پردہ کیا عزائم ہیں؟

دفاع حرمین شریفین

سعودی عرب اور پاکستان کے مابین اخوت و محبت کا رشتہ صرف اقتصادی، تجارتی، سیاسی اور عسکری دوستی اور باہمی تعاون کا رشتہ ہی نہیں بلکہ ایک دینی، ایمانی اور روحانی رشتہ ہے اس رشتے اور اخوت کا ہر مشکل میں، ہر موقع پر اور ہر جگہ دونوں طرف سے اظہار ہوتا رہا۔ پاکستان کی اقتصادی مشکلات ہوں یا پٹرول کی کمی کا مسئلہ، کشمیر کا مسئلہ ہو یا افغانستان کے امور، قیامت خیز زلزلہ ہو یا ہلاکت خیز سیلاب..... مشکل کی ہر گھڑی میں سعودی عرب نے پاکستان کے لیے بڑے بھائی کا کردار ادا کیا۔ جتنی بڑی مقدار میں سعودی عرب کی جانب سے تعاون کیا گیا اتنی مقدار میں تعاون کرنا سپر پاورز کے بس کی بات بھی نہیں۔ ہم جب پیچھے پلٹ کر دیکھتے ہیں تو ہماری عسکری دنیا میں ہونے والے جملہ تجربات میں سعودی عرب کا حصہ نظر آتا ہے، ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر میں سعودی عرب کا تعاون دکھائی دیتا ہے، ہمارے سیاسی بحرانوں میں سعودی عرب ثالثی کا کردار ادا کرتا ہے، ہمارے دیس کے بچوں کو محنت مزدوری کے لیے سعودی عرب ایک مادر مہربان کی طرح اپنی آغوش میں لیتا نظر آتا ہے، ہمارے حاجیوں اور معتمرین کے سامنے ہمارے سعودی بھائی دیدہ و دل فرس راہ کیے دکھائی دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں سعودی عرب نے کتنے ہسپتال بنوائے، کتنی مساجد تعمیر کروائیں، کتنے اسکول بنائے، زلزلہ زدہ علاقوں میں بسنے والوں اور سیلاب کی نذر ہو جانے والوں کی امداد اور بحالی کے لیے سعودی عرب میں شاہ عبداللہ مرحوم کی جانب سے امدادی مہم شروع ہوئی تو سعودی عرب کے ننھے منے بچے اپنی جیب خرچی لا کر چندہ مہم میں ڈالنے لگے، سعودی خواتین نے اپنے زیورات تک پاکستانی مسلمانوں کے تعاون کے لیے نبھا دیے، کسی عالمی فورم پر سعودی عرب کی اخلاقی حمایت کی ضرورت پڑی تو سعودی عرب ہمیشہ پاکستان کے شانہ بشانہ نظر آیا الغرض ایسی مثالی اور منفرد دوستی کی مثال شاید ہی دنیا کے کسی اور خطے کے ممالک پیش کر سکتے ہوں۔

پاکستان نے بھی ہمیشہ اپنی بساط کے مطابق سعودی عرب سے دوستی کا فرض نبھایا۔ خاص طور پر حرمین شریفین

کی حفاظت کا معاملہ ہو یا حرمین شریفین میں جب بھی کبھی امن وامان کا کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو پاکستان نے اسے اپنی ذمہ داری سمجھ کر سرانجام دیا اور پاک وطن کے شیر دل جوانوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر حرمین شریفین کا دفاع کیا۔ اس پورے عرصے میں کبھی سعودی عرب کی فیاضی پر کسی نے انگلی اٹھائی نہ پاکستان کی وفاداری کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا گیا لیکن کچھ عرصے سے عالم اسلام میں طاغوتی قوتوں کے ایماء پر شراٹگریزی کی جو کوششیں کی جا رہی ہیں ان کوششوں کو اخلاقی جواز مہیا کرنے والے موجودہ صورتحال میں بلاوجہ ابہام پیدا کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ اس وقت پاکستان کی طرف سے سعودی عرب کے دفاعی تعاون کی جو بحث چل رہی ہے اس کا تعلق صرف یمن سے ہے نہ سنی اور شیعہ لڑائی سے اور نہ ہی ایران سعودیہ کشمکش سے، اگر ایسا ہوتا تو پاکستانی فوجیں شام میں ظلم کی چکی میں پسے والے مظلوم سنیوں کی حمایت کے لیے ضرور حرکت میں آتیں، اگر پاکستان کی ایران سے دشمنی ہوتی تو ایران کی طرف سے بلوچستان میں بار بار پاکستانی بارڈر کی خلاف ورزی کرنے اور پاکستان کی سرزمین پر پراکسی وار لڑنے پر کسی شدید رد عمل کا اظہار کیا جاتا۔ اگر یہ شیعہ سنی لڑائی ہوتی تو بغداد اور فلوجہ میں لڑی جاتی..... یہ قطعاً شیعہ سنی تنازعہ ہے اور نہ ہی پاکستان سے تعاون سنی یا شیعہ تناظر میں مانگا گیا ہے۔ لیکن سمجھ نہیں آتی کہ اس معاملے کو کھینچ تان کر شیعہ سنی لڑائی کیسے قرار دیا جا رہا ہے۔ پاکستان کا بچہ بچہ یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اس قضیے میں ایران آخر کہاں سے آگیا؟ جب یمن میں ایک شورش کو کچلنے کی بات کی جاتی ہے تو اس کو ایران پر حملہ کیونکر تصور کر لیا جاتا ہے؟ اگر اس مفروضے کو مان لیا جائے کہ یمنی باغیوں پر حملہ ایران پر حملہ ہے تو پھر سارا مسئلہ ہی حل ہو جاتا ہے کہ اس شورش کو پالنے پوسنے میں کس کا کردار ہے؟ اور معاملات کو یہاں تک پہنچانے کے پیچھے کون ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ شورش راتوں رات تو نہیں برپا کی گئی بلکہ اس کے پیچھے برسوں بلکہ عشروں کی ریاضت ہے۔ اس لیے جب پرائی معاملات میں مداخلت کی بات ہوگی، دوسری سرزمین میں دراندازی کا قضیہ زیر بحث آئے گا اور دوسروں کے خیمے میں سر داخل کرنے کا قصہ چھڑے گا تو اس کا آغاز سعودی اتحاد کی دخل اندازی سے نہیں بلکہ اس کے پس منظر سے شروع ہوگا اور پھر اس میں ظاہر ہے کہ بہت سے پردہ نشینوں کے نام بھی آئیں گے اور بجا طور پر یہ سوال پیدا ہوگا کہ سمندر پار سے آکر پراکسی وار لڑنے والوں کے طرز عمل پر تو کوئی انگلی نہ اٹھے اور اپنی سرحدوں کے ساتھ ٹکراتی شورش کی موجوں کو پیچھے دھکیلنے والے مورد الزام ٹھہریں یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں اگر لشکر کشی کی جائے، کہیں کسی مسلح گروہ کو پال پوس کر جوان کیا جائے یا کوئی مسلح جتھہ خود ہی تیار ہو کر صرف بندی کر لے تو اس سے چھٹکارہ پانا پوری دنیا کا مسئلہ قرار دیا جاتا ہے جیسے داعش سے دنیا کو خطرہ محسوس ہوا تو اس کے خلاف اتحاد تشکیل پایا، عرصے سے داعش کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے اگر داعش والے مسلح جنگجو اور باغی ہیں تو یمن کے حوثی کیا دنیا کو پھولوں کے ہار بیچنے میں مصروف عمل ہیں؟ داعش کے لیے اور پیانے اور حوثی باغیوں کے لیے اور پیانے کیوں بنا لیے جاتے ہیں؟ امریکا اپنی سلامتی کے لیے سات سمندر پار آکر افغانستان میں آتش و آہن کی بارش برسائے تو درست، عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دے تو کسی کو پرواہ نہ ہو، ایرانی کمانڈوز پاکستان کی سرحد عبور کر کے پاکستان کی سرزمین میں ریگی کے قتل کا ”کارِ خیر“ سرانجام دیں تو درست اور سعودی عرب اپنے ملک کی طرف بڑھنے والے سیلاب بلاخیز کو روکنے کے لیے یمن کی آئینی حکومت کی درخواست پر یمن کے باغیوں سے یمن اور خود سعودی عرب کو بچانے

کی کوشش کرے تو قصور وار..... یہ دوہرے معیار سمجھ سے بالاتر ہیں۔ باغیوں کو صرف اور صرف باغی سمجھنا چاہیے اور دہشت گردوں کو بلا تفریق دہشت گرد جاننا چاہیے، باغیوں اور دہشت گردوں کا کوئی مسلک نہیں ہوتا اس لیے باغیوں کو شیعہ سنی کے خانے میں باٹنا اور دہشت گردی کو الگ الگ رنگ دینا صرف افسوسناک ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے۔

اس وقت ہمیں اس تمام تر صورت حال کو شیعہ سنی تناظر میں نہیں دیکھنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ دشمن کی کوشش ہو گی کہ وہ عالم اسلام کو شیعہ سنی بلاکوں میں تقسیم کر کے انہیں باہم لڑا کر ادھموا کر دے اس لیے ہمیں صرف یمن کی رٹ لگانے کی بجائے یہ دیکھنا ہوگا کہ خرابی کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے اور اس ساری مہم جوئی اور شورش کے اسباب و عوامل کیا ہیں؟ جب ہم تاریخی حقائق پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ 1979ء میں ایران میں آنے والے انقلاب کو ایکسپورٹ کرنے کی جو پالیسی اختیار کی گئی اور ایران کے جو توسیع پسندانہ عزائم سامنے آئے وہی توسیع پسندی اور ملکوں ملکوں انقلاب کے پرچم لہرانے کی سوچ نے اس وقت پورے عالم اسلام کو فرقہ واریت، قتل و غارتگری اور کشت و خون کے عذاب سے دوچار کر رکھا ہے۔ اس لیے ٹھنڈے دل و دماغ سے عالم اسلام کے تمام ممالک خاص طور پر ترکی اور پاکستان کو بڑے بھائی کے طور پر ایران اور سعودی عرب دونوں کو مذاکرات کی میز پر بٹھانا ہوگا اور اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ عسکریت پسندی، پراگسی وارلڈز کی خواہشات اور توسیع پسندی کے خواب کس نے کب دیکھنے شروع کیے اور کیوں شروع کیے اور ان خوابوں اور منصوبوں نے عالم اسلام کو کس آزمائش سے دوچار کیا اور آنے والے برسوں میں اپنے ہاتھوں بوائے ہوئے یہ بیج کیا گل کھلائیں گے ان بنیادی عوامل کا جائزہ لینے کے بعد ان کے تدارک کی منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔

سب سے زیادہ باعث حیرت امر یہ ہے کہ اس وقت قومی مفادات اور پاکستانی سوچ کا اظہار کرنے کی بجائے بعض عناصر پاک وطن سے زیادہ دوسرے ممالک سے وابستگی اور وفاداری کا اظہار کر رہے ہیں اور جس انداز سے مختلف کونوں کھدروں سے بعض لوگ کھل کر سامنے آ رہے ہیں اس سے تو یوں بھی محسوس ہونے لگا ہے کہ خاتم بدہن پاکستان میں بھی کہیں کوئی پڑوسی ملک اپنے ”حوشیوں“ کی پرورش میں تو مصروف عمل نہیں۔ محبت وطن، اعتدال پسند اور اہل علم شیعہ دوستوں کو بھی اس صورتحال کا سنجیدگی سے نوٹس لینا ہوگا کہ وہ مٹھی بھر عناصر جو تاریخ کے اس نازک موڑ پر پاکستان سے زیادہ ایک پڑوسی ملک سے وفاداری کا اظہار کر رہے ہیں اور جو پاکستان میں شیعہ سنی کشیدگی اور محاذ آرائی کا راگ مسلسل الاپ رہے ہیں کہیں وہ ان کی صفوں میں گھسی وہ کالی بھیڑیں تو نہیں جو خود پاکستان میں بسنے والے محبت وطن ملت تشیع کی پیٹھ میں خنجر گھونپ رہے ہوں۔

یہاں ایک یہ امر بھی واضح رہے کہ پاکستان اس اہم مرحلہ پر اپنے سیاسی، جغرافیائی، ترقیاتی، اقتصادی اور عسکری مفادات اور مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ فیصلہ کرے جس کے پاکستان کے مستقبل پر بہتر اثرات مرتب ہوں اور اس کے لیے پاکستان نہ تو کسی ملک کی ناراضی کی پرواہ کرے اور نہ ہی زمینی حقائق اور معروضی حالات سے نظریں چرانے والے غیر ملکی وکیلوں کے مسلکی وابستگی پر مبنی خدشات کو خاطر میں لائے۔

یاد رہے کہ

لحوظ نے خطا کی تو صدیوں نے سزا پائی

حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب استاذ جامعہ المدارس ملتان

گزشتہ سے پیوستہ:

مرلفوظ: فرمایا کہ عین عتاب کے وقت مجھ کو اس کا رنج ہوتا ہے کہ یہ غریب ناکام رہا، پھر اس کے بعد بھی طبعاً ندامت ہوتی ہے کہ میں نے ایسا برتاؤ کیوں کیا، مگر عقلاً نہیں ہوتی، عقلاً تو یہی اعتقاد ہوتا ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ اصلاح کا طریق وہی ہوتا ہے اسی لیے اپنی مصلحت طبعیہ پر اس کی مصلحت عقلیہ کو مقدم رکھتا ہوں اور باز پرس وغیرہ کر لیتا ہوں مگر اس کے ساتھ ہی دل میں اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ سے مواخذہ نہ ہو کہ ہمارے بندوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا تھا، اس خیال کے آنے پر یہ بھی ارادہ کرتا ہوں کہ اپنا طرز بدل دوں مگر اصلاح کا دوسرا طریق سمجھ میں نہ آنے کے سبب پھر وہی برتاؤ کرنا پڑتا ہے جس میں طالب کی مصلحت اور اصلاح مضمر ہے، دوسری بات اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ بعض اوقات نہ معلوم عین وقت پر کیا ہو جاتا ہے اور اس وقت جو حالت ہوتی ہے اس کا غلبہ اس قدر ہو جاتا ہے کہ دوسرے پہلوؤں پر نظر نہیں جاتی بس اندر سے یہی تقاضا ہوتا ہے کہ فلاں حقیقت کو کس طرح اس کے دل میں ڈال دوں، حاصل یہ کہ میرے اس داروگیر کا منشاز یادہ تر آنے والے کی اصلاح ہے مگر اس کی یہ قدر کی جاتی ہے کہ مجھ کو بدنام کیا جاتا ہے کہ سخت ہے، ہاں صاحب! مگر آپ بہت نرم ہیں کہ ستارہ ہیں یہاں رہ کر کوئی واقعات کو دیکھے تب حقیقت معلوم ہو کہ میں کیا برتاؤ کرتا ہوں اور آنے والے کیا برتاؤ کرتے ہیں، دور بیٹھے رائے قائم کر لینا بہت سہل بات ہے، مگر ہے انصاف کے خلاف اس لیے کہ دونوں طرف کی بات دیکھ کر یا صحیح روایت سن کر فیصلہ دینا یہ انصاف کہا جاسکتا ہے۔

ملفوظ: ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں قصبہ میں شریف خاندانوں کے لڑکے سرکاری اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں، اچھی خاصی عمر کے لڑکے ہیں مگر کلمہ تک نہیں پڑھ سکتے، نماز، روزہ تو بڑی چیز ہے، فرمایا ایسی حالت سن کر بے حد صدمہ ہوتا ہے، آج کل اکثر امراء تعلیم انگریزی تو بچوں کو دلاتے ہیں مگر تعلیم دین کی طرف قطعاً توجہ نہیں کرتے یہ سمجھتے ہیں کہ علم دین پڑھ کر سوائے ملا بننے کے اور کیا نتیجہ؟ فرمایا کہ الہ آباد میں ایک لڑکا دیکھا تھا، عمر تقریباً اس کی گیارہ بارہ سال کی ہوگی، بی اے کی جماعت میں تعلیم پارہا تھا، مجھ سے بڑے فخر سے کہا گیا کہ یہ عمر ہے اور یہ تعلیم اتفاق سے میرے سامنے اس وقت قرآن مجید کا ایک اشتہار تھا اس میں نمونہ کے لیے ایک طرف الحمد شریف لکھی ہوئی تھی اور ایک طرف اشتہار کا مضمون تھا، میں نے اس لڑکے سے کہا کہ اس کو پڑھو، اس نے دیکھ کر صاف انکار کر دیا کہ میں نہیں پڑھ سکتا، میں نے کہا کہ ججے ہی کر کے پڑھ لو وہ یہ بھی نہیں کر سکا، میں نے کہا کہ اچھا الگ الگ حروف ہی بتلا دو، اس نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں بتلا سکتا اور وہ بیچارہ کیا کرے جب ایک چیز اس کو سکھائی ہی نہیں گئی تو دنیوی تعلیم کس درجہ کی اور دینی تعلیم کس درجہ کی؟ (جاری ہے) (الافاضات الیومیہ ص ۷۷، ۷۸)

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی (رحمۃ اللہ علیہ)

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ معارف مدنی

مجھے سوائے اپنے اللہ کے اور کسی سے تعلق نہیں:

گھر کی شادیوں اور تقریبات میں رسمیات اور فضول خرچی کسی حالت میں بھی گوارا نہیں فرماتے تھے، مثلاً عمتی ریحان کی شادی کے بارے میں جب کہ گھر کے کسی فرد کے ذہن بھی اس جانب ابھی تک متوجہ نہیں ہوا تھا، حضرت ۛ نے اچانک فیصلہ صادر فرمادیا اور وقت کی تعیین یوں فرمائی کہ اس مرتبہ رمضان المبارک میں جب گھر جانا ہوگا تو شادی انجام پائیں گے، یہ وہ صاحبزادی ہیں جنہیں حضرت ۛ پیار سے چاند، سورج فرمایا کرتے تھے، صغریٰ کے باوجود جیل سے اکثر خطوط انہی کے نام آیا کرتے تھے اور کبھی کبھی بذریعہ پارسل مٹھائی بھی آ جاتی تھی، سفر حج میں یہ کسی وجہ سے ہمراہ نہ جاسکیں تو اپنے دست مبارک سے برابر تسلی بخش خطوط ان کے نام تحریر فرماتے رہے، مگر جب شادی کا وقت آیا تو صرف وقت متعین کر کے خاموش ہو گئے اور کوئی توجہ زیور اور جہیز وغیرہ کی جانب نہ فرمائی، کسی وقت دادی صاحبہ نے عرض کیا کہ ”بچی رخصت ہوگی تو کیا آپ کو کوئی تعلق نہیں ہے کہ انتظامات کی جانب متوجہ نہیں ہوتے؟ یہ سن کر نہایت پر جوش انداز میں فرمایا ”کہ مجھے سوائے اپنے اللہ کے اور کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کے بندوں سے صرف اس قدر اور محض اس لیے تعلق ہے کہ میں قیامت میں مواخذہ سے بچ جاؤں، چنانچہ ٹائڈ تشریف لے گئے تو ایک روز بعد بعد نماز عصر حاضرین سے بیٹھے رہنے کے لیے فرمایا اور بغیر کسی اہتمام و انصرام خالہ زاد بھائی مولانا سید حمید الدین صاحب کے صاحبزادے مولوی رشید الدین کے ساتھ صاحبزادی کا عقد فرمادیا اور اسی تاریخ کو رخصتی ہو گئی، اس طرح رسول اللہ ۛ کے ایک امتی نے اپنی لخت جگر کو ٹھیک آقا کی طرح اپنی غربت کدہ سے رخصت کیا (مولانا فرید الوحیدی)

تھرڈ کلاس میں سفر کیا اور خور و نوش میں ۛ نے خرچ کیے:

قاضی ظہور الحسن صاحب سیوہاروی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ۛ سے میرے دیرینہ دوستانہ تعلقات تھے مگر ملاقات کا اتفاق کم ہوتا تھا، ۱۹۲۰ء میں سیوہارہ میں عظیم الشان جلسہ ہوا، میں اس کا ناظم تھا، ہندوستان کے مشہور ہندو مسلمان لیڈز اور علماء نے اس میں شرکت کی، میں نے تمام مدعوین کو سینڈ کلاس کا کرایہ ایک خادم کا کرایہ اور کچھ زائد خرچ بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیا تھا، حضرت مولانا ۛ اس زمانہ میں کلکتہ میں مقیم تھے، ان کو مدعو کیا گیا تھا اور بحساب بالامنی آرڈر بھیج دیا گیا تھا، کلکتہ سے سیوہارہ تک میل ٹرین چھیس گھنٹہ کا سفر ہے، مولانا بنفس نفیس تشریف لائے، کوئی خادم وغیرہ ساتھ نہ تھا، کمپ پہنچتے ہی سب سے پہلے حضرت نے دریافت فرمایا کہ ناظم صاحب کا دفتر کہاں ہے؟ میرے پاس دفتر تشریف لائے اور سلام و مصافحہ کے بعد میز پر ایک پرچہ اور کچھ روپے رکھ کر قیام گاہ تشریف لے گئے (جاری ہے..... شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات ص ۷۵)

فہرست خلفائے مجازین استاذ العلماء

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری

جناب سید قمر الدین شاہ صاحب زید مجدہم

اسماء گرامی حضرات مجازین از حضرت مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

- (۱) مولوی عبدالسلام ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ۔
- (۲) مولوی عبدالعزیز مہتمم مدرسہ عربیہ اشاعت العلوم جامع مسجد چشتیاں ضلع بہاولنگر
- (۳) مولوی فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ حسین آگاہی ملتان۔
- (۴) سید قمر الدین احمد دفتر خیر المدارس ملتان
- (۵) مولوی شمس الدین ڈھڈو..... پتاس، پٹہ (مشرقی پاکستان)
- (۶) مولوی عبدالوحید۔ سعودیہ عربیہ مکہ مکرمہ۔
- (۷) مولوی عبداللہ امام مسجد کوٹلی اللہ یار۔ ڈاکخانہ کالا گوجراں ضلع جہلم
- (۸) حافظ عطا محمد..... لاہور۔ ملازم راولپنڈی
- (۹) شیخ بشیر محمد ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ ڈی سی آفس مکان نمبر ۵۸ اوارڈ نمبر ۹ کچہری چوک ملتان
- (۱۰) مولوی غلام حیدر جالندھری۔ دفتر ختم نبوت ملتان حال اسلام آباد۔
- (۱۱) سید محمد شفیع ہوشیار پوری۔ مقام چک ۲۹ ج ب شمالی ڈاکخانہ چک ۵۶ ب گھیالہ ضلع فیصل آباد
- (۱۲) مولوی آفتاب احمد۔ اے۔ اے۔ (مترجم سفارت خانہ پاکستان جدہ)
- (۱۳) مولانا حکیم سید سید علی شاہ (متوفی ۱۹۸۷)۔ جہلم

نعت شریف

قاری محمد اسلم صاحب رحمۃ اللہ کی نعتیں

مُطلب دے گھر نبی ﷺ دی تشریف آوری ہے ہونٹراں جیندے طفیلاں کل مجرماں بری ہے
مُطلب دے گھر نبی ﷺ دی تشریف آوری ہے
محبوب مرسلان دا مقصود دو جہاں دا روز محشر دا ماویٰ ولجاء ہے بے کساں دا
سرورد سرتے سجدا کیا تاج سروری ہے مطلب دے گھر نبی ﷺ دی تشریف آوری ہے
نورِ نبی نے کیتا ہر گھر دے وچ اجالا انسانیت نوں آؤ محسن ملا نرالا
اس دی نظر کرم توں کھوٹی تے کھری اے مطلب دے گھر نبی ﷺ دی تشریف آوری ہے
راجاں تے تاجاں والے سب بیچ بن ڈسیندے سارے ملک فلک دے قربان پے ڈسیندے
جس دی گداگری توں قربان سکندری ہے مطلب دے گھر نبی ﷺ دی تشریف آوری ہے
اس در دا بن گداگر جسے لوڑ ۞ جنت دی ہے اس راہ تاج بھی لئی قیمت جیندی عزت ہے
خوش بخت نال تیرے کون کرے ہم سری ہے مطلب دے گھر نبی ﷺ دی تشریف آوری ہے

کبھی ہم بھی اک دن جا کے بیت اللہ دیکھیں گے مدینہ جائیں گے بیت رسول اللہ ﷺ دیکھیں گے
حرم کے روح پرور اک دن دیکھیں نظارے مقام محترم حضرت خلیل اللہ ۞ دیکھیں گے
ہم بڑے شوق سے زم زم کے پانی کو حرم کے روح پرور ہٹ بیت اللہ دیکھیں گے
کبھی ہم بھی تو صفا پر چڑھ کر دیکھیں گے صفائی اپنے ایمان کی اتر کر کوہِ مروہ سے، شوق سے واللہ! دیکھیں گے
بڑا پُر کیف ہوگا زائر نے حج کا نظارہ گوائے بے نوا کو ہم وہاں پر شاہ دیکھیں گے
کبھی ہم بھی ایک دن جا کے بیت اللہ دیکھیں گے مدینہ جائیں گے بیت رسول اللہ ﷺ دیکھیں گے

مرتب: مولانا محمد طلحہ ازہر،
مدرس جامعہ النخیر لاہور

درس قرآن (۳۶)

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم

ولقد آتینا الخ:

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اور ان کے بعد یکے بعد دیگرے پیغمبروں کو بھیجتے رہے اور عیسیٰ بن مریم کو واضح دلائل عطا فرمائے، اور ہم نے ان کو روح القدس (جبریل) سے تائید دی تو کیا (تعب کی بات نہیں کہ اس پر بھی تم سرکشی کرتے رہے اور) جب کبھی (بھی) کوئی پیغمبر تمہارے پاس، ایسے احکام لائے جن کو تمہارا دل نہ چاہتا تھا تو تم نے تکبر کرنا شروع کر دیا، بعضوں کو تو تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو تو تم قتل ہی کر ڈالتے تھے۔

تشریح آیات وربط:

جیسے کہ پہلے یہ بات بتلائی گئی تھی کہ سورہ بقرہ کا مرکزی مضمون یہود ہیں، جس میں ان کے نظریات و عقائد، افعال و اقوال کا تذکرہ ہے، جیسے کہ سورہ آل عمران میں عیسائیوں کے اقوال وغیرہ کا ذکر ہے، اس طرح سورہ فاتحہ میں نیک لوگوں کے راستے اور گمراہ لوگوں کے راستے کا بیان تھا، جس کے بارے میں بتلادیا تھا کہ نیک لوگ انبیاء و علماء و صلحاء ہیں، جب کہ گمراہ اور مغضوب علیہم یہود و نصاریٰ ہیں، وہ کن افعال کی بناء پر گمراہ ٹھہرے تو ان آیات میں ان کا بیان مذکور ہے۔

اس طرح یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ مدینہ یہود کا آبائی گاؤں نہ تھا، تو رات میں ان کو بتلایا جا چکا تھا کہ ایک آخری نبی آنے والے ہیں اور وہ کھجور والی بستی (مدینہ) میں ہجرت کریں گے تو یہ یہود تلاش حق کے واسطے کہ جب آخری نبی آئے تو ہم پہلے سے اس جگہ پر موجود ہوں، اپنے علاقوں سے مدینہ پہنچے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب آپ ۳ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو آپ کے زیادہ تر مخاطب یہود تھے، جو کہ حضرت موسیٰ کے پیروکار تھے، پھر یہ بھی ذکر کیا جا چکا ہے یہود پر اللہ تعالیٰ نے بیش بہا انعامات کیے مگر انہوں نے ہمیشہ بغاوت اور سرکشی کا راستہ اختیار کیے رکھا، اب سوال یہ ہے کہ اتنے انعامات کے باوجود یہ لوگ کیوں ہمیشہ سرکش اور باغی رہے ہیں؟ تو ان آیات میں اس کا جواب موجود ہے، اور مذکورہ آیت (۸۷) کا ربط یہ ہے کہ یہود نے انعامات کے باوجود سرکشی کی تو کیا ان کو بتلانے والا اور رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں تھا؟ تو اس کا جواب آیت میں دیا کہ یکے بعد دیگرے انبیاء بھیجے مگر انہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے بات ماننے

سے انکار کر دیا کیونکہ بنی اسرائیل میں سے بہت سے پیغمبر مبعوث کیے گئے، حضرت یعقوب ♦ جو حضرت اسحاق ♦ کے بیٹے ہیں تو جتنے پیغمبر آئے وہ حضرت اسحاق ♦ کی اولاد میں سے آئے ہیں، صرف ایک نبی (حضرت محمد ﷺ) حضرت اسماعیل ♦ کی اولاد میں سے آئے، اور یہ دونوں نبی یعنی حضرت اسحاق و اسماعیل ✕ حضرت ابراہیم ♦ کے فرزند تھے، تو یہود کو انتظار تھا کہ آخری نبی بھی بنی اسرائیل یعنی حضرت اسحاق ♦ کی اولاد میں سے ہوں گے مگر اللہ نے آخری نبی حضرت اسماعیل ♦ میں سے مبعوث فرمائے تو یہود اس صدمے کو برداشت نہ کر سکے اور جاننے کے باوجود ماننے سے منکر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے موسیٰ ♦ کو تورات عطا کی۔

تورات کا مقام:

قرآن کریم کے بعد آسمانی کتابوں میں سب سے اونچا مقام و مرتبہ تورات کا ہے یہ جامع و مانع کتاب ہے اگرچہ یہ مخرف ہو گئی اور پرانی شکل میں موجود نہیں۔ تو اولاً بنی اسرائیل کو کتاب بھی دی، ثانیاً صاحب کتاب (موسیٰ ♦) کو بھیجا تا کہ وہ ان کو اللہ کے احکام بتلائے۔

واقفینا الخ:

فقہی کا معنی گدی ہوتا ہے اگر قطار میں لوگ کھڑے ہوں تو ایک دوسرے کی گدیاں نظر آتی ہیں تو اس سے عربی میں لگاتار ہونے والے کام کو ”فقہی“ سے تعبیر کیا جانے لگا، ثالثاً: اللہ نے ان میں پے در پے نبی بھیجے۔

واتینا عیسیٰ ابن مریم الخ:

اور ہم نے عیسیٰ ♦ کو کھلی نشانیوں کے ساتھ بھیجا، حضرت عیسیٰ ♦ بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں جو مبعوث کیے گئے اور ان کو بینات یعنی معجزے عطا کیے۔

ایک نکتہ:

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ ♦ کا نام جتنی مرتبہ بھی آیا وہ ابن مریم ✕ کے ساتھ ذکر ہوا، اس کے بارے میں دو بنیادی باتیں سمجھنا ضروری ہیں۔

اول: نسب باپ کی طرف سے شروع ہوتا ہے، قرآن میں ہے ”ادعوہم لابائہم“ باپ کے نام سے پکارو مگر حضرت عیسیٰ ♦ کی نسبت ان کی والدہ کی طرف کر کے اشارہ کر دیا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا کیے گئے ہیں، اس بناء پر قرآن کریم میں ”عیسیٰ ابن مریم“ کے نام سے ان کا تذکرہ ہوا۔

ثانیاً: ابن مریم کہنے کی وجہ ایک عیسائیوں کے عقیدے کی تردید ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ♦ مریم ۷ کے بیٹے نہیں۔

مریم ۷۰ :

حضرت مریم ۷۰ واحدہ عورت ہیں جن کا نام ذکر کیا گیا ہے اور ایک مرتبہ سے زائد تقریباً تیس مرتبہ نام ذکر کیا گیا جو کہ ان کی عظمت پر دل ہے، امام بخاری ۷۰ نے ”مریم“ کا معنی عابدہ ذکر کیا ہے، آگے فرمایا گیا وايدناه بروح القدس:

اللہ نے حضرت عیسیٰ ۷۰ کی روح القدس کے ذریعے تائید فرمائی ”روح القدس“ سے مراد حضرت جبریل ۷۰ ہیں قرآن وحدیث میں جا بجا اس نام کا تذکرہ ملتا ہے جیسے کہ قل نزله روح القدس اور حدیث حسان بن ثابت ۷۰ کا یہ شعر:

و جبریل رسول اللہ فینا و روح القدس لیس له کفاء
اور جبریل ۷۰ کے واسطے حضرت عیسیٰ ۷۰ کی کئی طریقوں سے تائید ہوئی: اول: تولادت کے وقت مس شیطانی سے حفاظت کی گئی، پھر ان کے دم کرنے سے حمل عیسوی قرار پایا، پھر یہود چونکہ کثرت سے حضرت عیسیٰ ۷۰ کے مخالف تھے، اس لیے جبرائیل ۷۰ حفاظت کے لیے ساتھ رہتے تھے، حتیٰ کہ آخر میں ان کے ذریعے سے آسمان پر اٹھوا لیے گئے، یہود نے بہت سے پیغمبروں کی تکذیب کی حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ ۷۰ کی بھی تکذیب کی اور حضرت زکریا و یحییٰ ۷۰ کا قتل بھی کیا۔
چنانچہ فرمایا کہ جب بھی کوئی نبی ایسا حکم لایا جو ان کے نفس کے خلاف تھا تو بعض نے ان کی تکذیب کی اور بعض نے ان کا قتل ہی کر ڈالا۔

وقالوا قلوبنا غلف :

اور وہ (یہود مدینہ) کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ اس پر اسلام کا اثر نہیں ہوتا تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پختگی نہیں ہے) بلکہ ان کے کفر کے سبب ان پر خدا کی مار ہے سو یہ بہت تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں اور تھوڑا ایمان قبول نہیں، پس وہ کافر ٹھہرے۔

غلف :

یہود مدینہ کہتے تھے کہ ہمارے دلوں پر غلاف اور پردے ہیں اور مسلمان جو ایمان ہمارے دلوں میں اتارنا چاہتے ہیں وہ اس میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے کیونکہ وہ محفوظ ہیں، ہم اپنے آباؤ اجداد کی باتیں دل میں رکھے ہوئے ہیں، نئی اور اسلامی تعلیمات ہمارے دلوں میں گھر نہیں کر سکتیں۔

بل لعنہم اللہ :

اللہ تعالیٰ نے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان یہود کے دلوں میں داخل نہ ہونے کی وجہ غلاف نہیں بلکہ ان پر اللہ کی لعنت ہے کہ جس کی وجہ سے ایمان کی روشنی سرایت نہیں کر رہی ہے۔

فقلیل ما یؤمنون:

یہ تھوڑا سا ایمان لاتے ہیں، اس کی علماء نے دو تفاسیر کی ہیں۔ (۱) تھوڑا ایمان امور کی بابت ہے جو ان کے مذہب اور اسلام میں مشترک ہیں، مثلاً خدا کا قائل ہونا، قیامت کا قائل ہونا کہ ان امور کے وہ بھی قائل تھے، لیکن خود نبوت محمد یہ اور قرآن کے کلام الہی ہونے کے منکر تھے، اس لیے پورا ایمان نہ تھا کیونکہ مؤمن انسان تب بنتا ہے جب تمام ضروری اشیاء کو مان لے، بعض کو ماننا اور بعض کا انکار انسان کو مؤمن نہیں بناتا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایمان والے ان یہود میں بہت کم ہیں۔

ولسا جاءهم کتاب النسخ:

اور جب ان کو ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن مجید) جو منجانب اللہ ہے (اور) اس کتاب کی (بھی) تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس ہے (یعنی توراۃ) حالانکہ اس سے قبل (خود) بیان کرتے تھے (اور) کفار سے (یعنی مشرکین عرب سے کہ ایک نبی آنے والے ہیں اور کتاب لانے والے ہیں، مگر) جب وہ چیز آ پہنچی جس کو وہ پہچانتے ہیں تو اس کا صاف انکار کر بیٹھے، سو خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر۔
مختصر تشریح:

فرمایا جا رہا ہے کہ جب ان کے پاس قرآن کریم جو کہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے، آ گیا تو ان یہود نے ضد و عناد کی بناء پر اس کو جاننے کے باوجود ماننے سے انکار کر دیا، حالانکہ یہ لوگ مشرکین عرب کو آنے والے نبی اور اس کی کتاب کے بارے میں بتلاتے تھے۔

یستفتحنون علی الذین کفروا:

دو تفاسیر ہیں (۱) اپنی کتابوں میں موجود ذکر نبی آخری الزماں ﷺ و آخری کتاب یہود مشرکین کو بتلاتے تھے لیکن جب ان کا ظہور ہوا تو ماننے سے انکار کیا۔

(۲) جب یہ دعا مانگتے تھے خصوصاً جب یہود حالت جنگ میں ہوتے تو آپ ﷺ اور آخری کتاب کا حوالہ اور وسیلہ دے کر دعا مانگتے، لیکن جب ان کا ظہور ہوا تو ماننے سے انکار کر دیا۔

وسیلہ:

اسی آیت کے ضمن میں علماء نے وسیلہ کا مسئلہ ذکر کیا ہے تو اس کے حوالہ سے مختصر گفتگو یہ کہ اگر یوں وسیلہ دیا جائے کہ اے اللہ فلاں تیرا بزرگ بندہ تھا اس کا وسیلہ دے کر کہتے ہیں کہ ہمارا کام کر دے، یا ان کے طفیل ہماری دعا قبول کر لے، اور دل میں یہ بات ہو کہ یہ لوگ اللہ کے نیک لوگ تھے، اللہ ان کی وجہ سے دعا قبول کر لے گا تو اس طرح وسیلہ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ ان لوگوں کو حاضر و ناظر نہ مانیں، متصرف فی الامور نہ

مائیں۔ اور نہ ہی یہ عقیدہ ہو کہ ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

فلسا جا، ہم ماعرفوا:

ایک شبہ:

کسی کو شبہ ہو کہ وہ حق کو حق جانتے تھے تو ان کو مؤمن کہنا چاہئے کافر کیسے کہا گیا؟

جواب:

یہ ہے کہ ایمان صرف جاننے کا نام نہیں بلکہ ماننے کا نام ہے ورنہ یوں تو شیطان سب سے زیادہ حق کو جانتا تھا مگر جاننے کے باوجود انکار کرنے کی وجہ سے اور بھی کفر میں شدت بڑھ گئی، اس لیے اگلی آیت میں ان کے کفر کی وجہ سے ان کا عناد بتلایا گیا ہے۔

بئسما اشتروا به :

بری ہے وہ حالت جس کو اختیار کر کے وہ اپنی جانوں کو (عقوبتِ آخرت سے) چھڑانا چاہتے ہیں، حالانکہ یہ انکار کرتے ہیں ایسی چیزوں کا جو حق تعالیٰ نے (ایک سچے پیغمبر پر) نازل فرمائی (وہ انکار) محض (اس) ضد پر کہ اللہ نے اپنے فضل سے جس بندہ پر اس کو منظور ہوا (یعنی آپ ﷺ پر کیوں) نازل فرمادی سو (اس حسد بالائے کفر سے) وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے، ان کفر کرنے والوں کو ایسی سزا ہوگی جس میں (تکلیف کے علاوہ) ذلت بھی ہوگی۔

مفہوم آیت:

انہوں نے بہت بری حالت اختیار کی، کیونکہ انہوں نے اس بات پر حسد کیا کہ آپ ﷺ حضرت اسماعیل ♦ کی اولاد میں سے کیوں نازل کیے گئے، نبوت اللہ کا فضل ہے جس کو مرضی چاہے عطا فرمادے اور انہوں نے حسد پر مستزاد انکار بھی کر دیا۔

غضب علی غضب:

ایک غضب کفر پر، دوسرا حسد پر، یوں غضب بالائے غضب فرمایا، عذاب کے ساتھ مہین کی قید سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ عذاب کفار کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ گنہگار مؤمن کو عذاب اس کو صاف کرنے کے لیے ہوگا ذلت کے لیے نہیں پھر آگے ان کا قول جس سے ان کا کفر ثابت اور حسد مترشح ہوتا ہے۔

واذا قبیل لہم آمنوا الخ:

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ تم ان تمام کتابوں پر جو اللہ نے نازل فرمائیں ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس کتاب پر ایمان لائیں گے جو ہم پر نازل کی گئی (یعنی تورات) اور جتنی اس کے علاوہ ہیں، یہ لوگ

اس کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ وہ کتابیں بھی حق ہیں (اس کے علاوہ) تصدیق کرنے والی بھی ہیں جو ان (یہود) کے پاس ہے (یعنی تورات) آپ ان سے یہ کہیے کہ کیوں قتل کیا کرتے تھے اللہ کے پیغمبروں کو اس کے پہلے زمانے میں اگر تم (تورات پر) ایمان رکھنے والے تھے۔
مفہوم آیت:

جب ان یہود سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ خدا کی نازل شدہ کتب پر، تو حسد کی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہم صرف اس کتاب پر ایمان لائیں گے جو ہم پر نازل ہوئی یعنی تورات، حالانکہ جب قرآن پر ایمان نہیں تو تورات پر بھی ایمان نہ ہوگا، کیونکہ قرآن اس کی تصدیق کر رہا ہے اور وہ منسوخ ہوگئی، قرآن اس کا نسخہ ہے، آگے اللہ ان کے بے دلیل دعوے کا رد کر رہے ہیں۔

ویکفر ون:

کہ تورات کے علاوہ تمام کتب کے منکر ہیں۔

وهو الحق مصدقا لہ:

حالانکہ قرآن سچی اور تورات وغیرہ کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے۔

قل فلم تقتلون انبیاء اللہ:

اگر اپنی کتاب پر ایمان لائے ہو تو اس میں بھی تو نہیں لکھا ہے کہ پہلے انبیاء کو قتل کرو، حالانکہ تم پہلے نبیوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔

خلاصہ آیت:

یہود کا دعویٰ کہ ہم صرف اپنی کتاب کو مانتے ہیں اللہ نے تین طرح اس کو رد فرمایا:
اول: یہ کہ جب اور کتابوں کی حقیقت اور واقعیت بھی دلیل قطعی سے ثابت ہے تو پھر اس انکار کی کیا وجہ ہے؟

ہاں اگر اس کی دلیل میں کوئی کلام تھا تو اس کو پیش کر کے تشریح کر لیتے؟ انکار محض کی آخر کیا وجہ؟
دوم: اور کتابیں مثلاً قرآن مجید جو تورات کا مصدق ہے تو اس کے انکار سے تو خود تورات کا انکار لازم آتا ہے۔

سوم: یہ کہ انبیاء کا قتل تمام آسمانی کتب کی رو سے کفر ہے، پھر تمہارے گروہ کے لوگوں نے کئی نبیوں کو قتل کیا جن کی تعلیم بھی تورات کے احکام کے ساتھ خاص تھی، اگر ان قائلین کو اپنا پیشوا اور مقتدا سمجھتے ہو تو براہ راست تورات کے ساتھ کفر کرتے ہو، اس سے تو تمہارا تورات پر دعویٰ بھی غلط ٹھہرتا ہے، غرض کسی بھی پہلو سے تمہارا قول و فعل صحیح اور درست نہیں۔ آگے یہود کا رد ہے۔ فرمایا:

ولقد جاءكم موسىٰ الخ:

حضرت موسیٰؑ تمہارے پاس صاف صاف دلیلیں لائے، مگر اس کے باوجود تم نے پچھڑے کو معبود بنالیا، موسیٰؑ کے (طور پر جانے) کے بعد اور تم ستم ڈھارہے تھے۔
مفہوم آیت:

یہود کا رد مذکور ہے کہ تم لوگوں نے باوجودیکہ موسیٰؑ کو معجزات و بینات سے اور تم کو مختلف انعام و اکرام سے نوازا گیا، پھر بھی موسیٰؑ کے جانے کے بعد پچھڑے کو معبود بنا کر سرکشی کی اور ظلم ڈھایا۔

بینات:

اس سے مراد وہ دلائل ہیں جو اس قصہ سے پہلے جب کہ تورات نہ ملی تھی، موسیٰؑ کے نبی برحق ہونے پر قائم ہو چکی تھیں، مثلاً عصا، ید بیضا، دریا کا پھٹنا وغیرہ۔ رد کی تقریر کا حاصل یہ ہے کہ ظاہر ہے کہ تم دعویٰ تو ایمان کا کرتے ہو اور صریح شرک میں مبتلا ہو، جس سے موسیٰؑ بلکہ خدا کی صریح تکذیب بھی لازم آتی ہے، گوسالہ کو معبود بنانے کا واقعہ اگرچہ ان یہود کے ساتھ پیش نہیں آیا تھا جو آپ ﷺ کے زمانے میں نزول قرآن کے وقت موجود تھے مگر چونکہ یہ لوگ اپنے آباء و اجداد کے طرفدار اور حامی تھے، اس لیے فی الجملہ یہ بھی رد میں شامل ہیں۔

واذ اخذنا ميثاقلکم الخ:

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمہارا قول و قرار لیا تھا (اس وقت) طور کو تمہارے اوپر لا کھڑا کیا تھا (اس وقت حکم دیا تھا کہ) لو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں ہمت کے ساتھ لے لو اور (ان احکام کو دل سے) سنو (اس وقت) انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے (قبول کیا اور) سن لیا اور (چونکہ یہ بات دل میں نہ تھی اس لیے بزبان حال یہ کہہ رہے تھے کہ) ہم سے عمل نہ ہوگا، اور ان کے قلوب میں وہی گوسالہ پیوست ہو گیا تھا، ان کے کفر کی وجہ سے آپ فرما دیجیے! کہ یہ افعال تو بہت برے ہیں جن کی تعلیم تمہارا ایمان تم کو کر رہا ہے اگر تم (بزعم خود) اہل ایمان ہو۔ بعض یہود کا دعویٰ تھا کہ آخرت صرف ان کے لیے ہے، اللہ اس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں

قل ان کانت لکم الدار الآخرة:

(اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجیے! کہ عالم آخرت محض تمہارے لیے ہی نافع ہے بلا شرکت غیرے تو تم اس کی تصدیق کے لیے ذرا موت کی تمنا کر کے دکھلاؤ اگر تم سچے ہو، یہ ہرگز یہ تمنا نہ کریں گے، بوجہ ان اعمال (کفریہ) کے جو یہ اپنے ہاتھوں سے سمیٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں کی۔

مفہوم آیت:

یہود کا خیال تھا کہ آخرت صرف ان کے لیے ہی قائم کی گئی ہے، جس میں صرف ان کو ہی نفع ہوگا تو آیت میں کہا گیا کہ اگر ایسا ہے تو موت کی تمنا تو کرو، مگر حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ یہ ایسا ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ

ان لوگوں کے اعمال ہی ایسے نہیں کہ جس کی وجہ سے یہ آخرت میں ان کا سامنا کر سکیں۔
 قرآن کی اور بھی بہت سی آیات میں ان کا یہ دعویٰ ذکر کیا گیا ہے، جیسے وقالوا لن تمسنا النار الا
 اياما معدودة (البقرہ) وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هودا او نصارى (البقرہ)
 ان تمام دعویوں کا حاصل یہ ہے کہ ہم دین حق پر ہیں، لہذا آخرت میں ہم کو تو ضرور نجات ملے گی، ہم میں
 سے جو تائب یا مرحوم ہیں ان کو تو ابتداء ہی سے جنت میں داخل مل جائے گا اور جو گنہگار ہیں وہ چند دن عذاب
 بھگت کر جنت میں داخل ہو جائیں گے، اور جو مطیع ہیں وہ بمثل ابناء واحباء محبوب و مقرب ہیں۔
 بعض عنوانات کے قیج سے قطع نظر یہ دعویٰ دین برحق قائم ہونے کی صورت میں فی نفسہ تو درست
 و صادق ہیں لیکن چونکہ وہ لوگ اپنے دین کے منسوخ ہونے کی بنا پر حق پر نہ رہے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے
 جا بجا مختلف عنوانات کے ساتھ ان کی تکذیب فرمائی، یہاں ایک خاص طریقہ ذکر کیا گیا ہے کہ اگر عام عادت
 کے مطابق بحث اور دلائل سے فیصلہ نہیں کرتے تو آؤ ما فوق العادة وطريقة یعنی معجزے کے ذریعے فیصلہ کر لو
 اس میں نہ زیادہ علم و فہم کی ضرورت ہے، نہ غائر نظر درکار، صرف زبان ہلانے کی ضرورت ہے مگر ہم پیشین
 گوئی کرتے ہیں کہ تم زبان سے ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ ”ہم موت کی تمنا کرتے ہیں“۔

موت کی تمنا کرنا:

سودنیا کے مصائب و حادثات سے تنگ آ کر موت کی تمنا جانز نہیں، البتہ خدا کی یاد اور اس سے ملاقات
 کے شوق میں موت کی تمنا کرنا جائز ہے بلکہ استحباب کے درجہ میں ہے۔

ولتجدنہم احرص الناس:

اور آپ ان کو زندگی کا حریص عام آدمیوں سے بڑھ کر پائیں گے حتیٰ کہ مشرکین سے بھی ان میں سے ہر
 شخص اس بات کا حریص ہے کہ اس کی عمر ہزار سال کی ہو جائے (مگر ان کا) یہ امر ان کو عذاب سے بچانہیں
 سکتا، ممکن ہے کہ ان کی بڑی عمر ہو جائے اور اللہ کے سامنے ہیں ان کے اعمال۔

مفہوم آیت:

پہلی آیت کی تائید ہے کہ ان کا ہر آدمی چاہتا ہے کہ اس کی ہزار برس سے زیادہ عمر ہو، یہ کبھی مرنا نہیں
 چاہتے مگر اس کے باوجود سبھی یہ اللہ جل شانہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔

فائدہ:

مشرکین مکہ تو سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا ہی سب کچھ ہے وہ آخرت کو نہیں مانتے، مگر قابل تعجب امر یہ کہ یہود اس
 اعتقاد کے باوجود کہ آخرت ہے مرنے کو تیار نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آخرت میں اعمال نہ کرنے کے
 باعث مستحق عذاب ٹھہریں گے، لہذا ان کا دعویٰ خالی دعویٰ ہی ہے، حقیقت تو یہ خوب جانتے ہیں اس لیے
 چاہتے ہیں جب تک بچے رہیں تب تک سہی ہے۔

تقریر صحیح بخاری شریف

عاری بالہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ

بانی جامعہ خیر المدارس

ضبط و ترتیب: مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہ (مدرس جامعہ ہذا)

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ :

جوہری صاحب صحاح کہتا ہے کہ ”الرَّحْمَنُ“ اور ”الرَّحِيمُ“ متحد المعنی ہیں اور زختری کہتا ہے کہ متغایر المعنی ہیں۔ ”الرَّحْمَنُ“ بلغ ہے رَحِيمٌ سے اور ”الرَّحِيمُ“ کے معنی مختصر ہیں، اس طرح سے کہ ”الرَّحْمَنُ“ میں وہ رحمت (مراد) ہے جو دنیا اور آخرت میں ہے (اور) دنیا میں دونوں پر ہے (کافروں پر بھی اور مسلمانوں پر بھی) اور الرحیم میں وہ رحمت مراد ہے جو آخرت میں (صرف مسلمانوں پر) ہوگی۔ دوسرا فرق: ”الرَّحْمَنُ“ خاص ہے اللہ کے ساتھ اور ”الرَّحِيمُ“ عام ہے مخلوق پر بھی بولا جاتا ہے، جیسے حضور ﷺ پر رُفَّ رحیم آیا ہے، حاصل یہ کہ ”الرَّحْمَنُ“ خاص ہے باعتبار لفظ کے، عام ہے باعتبار معنی کے، اور ”الرَّحِيمُ“ اس کے برعکس ہے، عام ہے باعتبار لفظ کے اور خاص ہے باعتبار معنی کے۔ ایک شبہ: رحمت کے معنی ہیں رقت قلب، رقت قلب اللہ کے اندر نہیں۔

جواب: رقت قلب بندہ پر حقیقتہً اور اللہ پر مجاز بولا ہے (کمانی البیضاوی) لیکن یہ غلط ہے کیونکہ اللہ کی صفات حقیقی ہیں، اس کے ساتھ خاص ہیں بندہ پر مجاز ہیں تو جواب یہ ہے کہ رحمت کے معنی ہیں احسان، یہ اللہ میں حقیقتہً ہے اور بندوں میں مجازاً۔

اعتراض: بخاری ۵۰ نے الحمد نہیں ذکر کیا، حدیث میں آیا ہے کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ بالحمد للہ فهو اقطع (ابن ماجہ) اور ایک روایت میں ہے فهو اجزم (ابوداؤد) تو امام بخاری ۵۰ بہت بڑے محدث اور متقی ہیں تو کیا وجہ کہ نہیں ذکر کیا، اس کے کئی جواب ہیں:

جواب ۱: وہ حدیث جس میں ”الصد“ کا ذکر ہے وہ ان کے شرائط کے موافق نہ تھی، اس واسطے کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے قرۃ بن عبد الرحیم اس میں کلام ہے (قال ابن حجر ۵۰ فی الفتح ص ۱۵ ج ۱)

جواب ۲: اگر ہم اس حدیث کی سند صحیح تسلیم کر لیں تو واجب تلفظ ہے الحمد کے ساتھ نہ کتابت، جائز ہے کہ مصنف ۵۰ نے پڑھ لیا ہو، جیسا کہ امام احمد ۵۰ کا طریقہ تھا کہ وہ حدیث لکھتے وقت درود شریف پڑھ لیتے تھے، لکھتے نہ تھے۔

تقریر صحیح بخاری (۸)

جواب ۱۱: ۱۱ - ۱۱ کو بعینہ لفظ ضروری نہیں، ۱۱ - ۱۱ سے مراد مطلق ذکر اللہ ہے جیسا کہ حافظ عبد القادر الراہوی ۱۱ اپنی اربعین میں روایت کرتے ہیں ”کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ بذكر الله فهو اقطع“ اور یہ بسم اللہ کے اندر حاصل ہے۔

جواب ۱۲: مصنف ۱۲ نے اقتداء کی ہے ساتھ اس سورت کے جو پہلے پہل حضور ۱۲ پر نازل ہوئی ہے ”اقرأ باسم ربك الذي خلق“ (اور اس کے ابتداء میں حمد نہیں)

جواب ۱۳: مصنف ۱۳ نے اقتداء کی ہے حضور ۱۳ کی، حضور ۱۳ کی عادت یہ تھی کہ جب خطبہ ہوتا تو الحمد اور تشہد ہوتا اور جب خط لکھتے تو اس میں حمد نہ ہوتی، تو خطوط کی اتباع کی ہے تو بخاری ۱۳ نے اس نسخہ میں خطبہ نہیں لکھا، دوسرے نسخہ میں حمد ہے، جس میں خطبہ ہے، تو یہ بخاری بمنزلہ خط کے ہے جو بھیجی جائے گی پڑھنے کے لیے۔

جواب ۱۴: مصنف ۱۴ نے اتباع کی حضرت سلیمان ۱۴ کی ”انه من سليمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم“۔

جواب ۱۵: ساتواں جواب علامہ عینی ۱۵ نے شرح بخاری ص ۱۶، ج ۱ پر دیا ہے کہ میں نے اپنے بڑے استاذ سے سنا ہے کہ بخاری کے اندر ۱۵ - ۱۵ تھا مگر کاتبوں سے رہ گیا ہے اور اسی طرح پر نقل ہوتا چلا آیا ہے۔

”والأحسن فيه ما سمعته من اساتذة الكبار ان المصنف ۱۵ اتى بالحمد عقيب التسمية في مسودته كما فعله في سائر مصنفاته لكنه سقط من قلم بعض الناقلين فاستمر الامر على ذلك“

مگر علامہ ابن حجر ۱۵ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ایسا احتمال نکالنا بخاری پر اعتماد نہ کرنے کا موجب ہے تو نقل نہ کرنا دلیل ہے عدم کتابۃ تسمیہ کی شروع سے۔

جواب ۱۶: امام بخاری ۱۶ نے اپنے مشائخ حدیث کی اتباع کی ہے جیسے مؤطا امام مالک ۱۶، مصنف عبد الرزاق۔

دوسرا اعتراض:

امام بخاری ۱۶ نے باب الوحي کو کیوں مقدم کیا دوسرے بابوں پر؟

(۱): غیر الباری

جواب: بندہ کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ پہلے پہل وحی کا ہے، پھر ایمان، پھر علم، پھر اعمال کا، تو امام بخاری ؒ نے اسی ترتیب پر کتاب کو رکھا ہے، جیسے قرآن میں آتا ہے ”ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان ولا لیکن جعلنہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا“ (آپ نہیں جانتے تھے کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان اور لیکن ہم نے بنایا اس قرآن کو ایک نور، ہم ہدایت کرتے ہیں اس کے ذریعہ سے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے) یہاں دو مقدم پائے جاتے ہیں (۱) تقدم طبعی (۲) تقدم وضعی، چونکہ وحی طبعاً مقدم تھی اس لیے مصنف ؒ نے اس کو وضعاً بھی مقدم کیا تاکہ وضع طبع کے موافق ہو جائے۔

تیسرا اعتراض:

یہ ہے کہ امام بخاری ؒ نے شروع میں وحی کو ذکر کیا، حالانکہ وحی کا ذکر ہے ”باب فضائل قرآن“ ج ۲ میں تو تکرار لازم آیا۔

جواب: اس کا شروع میں ذکر بطور مقدمہ کے ہے اور فضائل قرآن میں بطور مقاصد کے ہے تو تکرار نہیں۔

چوتھا اعتراض:

امام بخاری ؒ نے باب ذکر کیا، کتاب ذکر کیوں نہیں کیا؟

جواب: کتب اب وہاں بولا جاتا ہے جہاں احادیث مختلف الانواع ہوں، مثلاً کتاب الصلوٰۃ تو صلوٰۃ مختلف الانواع ہے اور جس کی انواع متفق ہوں اس کو باب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور جہاں ایک صنف کی حدیثیں ہوں وہاں ”فصل“ ملے، تو یہاں حدیثیں ایک ہی نوع کی تھیں، اس واسطے کہ اب کا لفظ لائے۔

باب کیف کان بدأ الوحی الی رسول اللہ ﷺ و قول اللہ عز وجل
انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ :

باب میں تین وجہیں ہیں پڑھنے کی (۱) بالتوین، اس وقت رفع ہوگا اور بعد کا جملہ بدل ہوگا اور باب مجید منہ، دونوں مل کر یہ خبر ہوں گے مبتداء محذوف کی، اس وقت عبارت یوں ہے، ہذا باب ماضی۔ و نہ کیف کان بدأ الوحی۔ (۲) بالاضافۃ بغیر التوین: اس وقت تقدیر یہ ہوگی ہذا باب کیف کان بدأ الوحی، خبر ہوگی مبتداء محذوف کی۔ (۳) اس پر وقف کرو، اسی ہذا باب، کیف کان بدأ الوحی، یہ اس وقت لامحل لہا من الاعراب ہوگا جیسے ہذا فصل ہوتا ہے۔

باب:

اصل میں باب تھا اس میں تعلیل ہوئی جیسے کہ قال میں ہوئی، باب کے معنی ہیں اصل میں خصلت

کے، یہاں مراد ہے نوع -

کیف :

اس میں دو استعمال ہیں (۱) کلام مستقل پر داخل ہو (۲) کلام غیر مستقل پر داخل ہو، اگر کلام مستقل پر داخل ہو تو یہ حال ہوتا ہے اور ماقبل اس کا ذوالحال ہوتا ہے جیسے کیف جاء زید یعنی علی ای حال اور جب کلام غیر مستقل پر داخل ہو تو اس وقت یہ خبر مقدم ہوتا ہے مبتداء کی جیسے کیف زید یعنی زید کیسے ہے؟

کان بدأ الوحي :

اس میں دو احتمال ہیں (۱) کہ مان ناقصہ (۲) کہ مان تامہ، جب تامہ ہوگا تو بدأ الوحي کلام ہوگی مستقل اس وقت، جیسے کیف جاء زید ای علی ای حال اس وقت کیف بمعنی حال ہوگا اور اگر کان ناقصہ ہو تو اس وقت بدأ الوحي ہوگا اسم اور خبر ہوگی کیف

بدأ الوحي :

یہاں دو نسخے ہیں (۱) ایک مہوز اللام تو بدأ بمعنی مبدأ الوحي اور دوسرا نسخہ ہے بدأ الوحي بمعنی ظہور، ای باب ظہور الوحي، مگر صحیح زیادہ نسخہ مہوز اللام ہے اس واسطے کہ بخاری میں دوسری جگہ یہی لفظ آتا ہے اور وہاں یقیناً بمعنی مبدأ ہے، جیسے باب بدأ الحیض اور باب بدأ الاذان -

الوحي :

اس کے دو معنی ہیں لغوی، اصطلاحی -

لغوی معنی : اس کے ہیں (۱) اعلام فی خفاء یعنی اطلاع دینا مخفی طور پر (۲) اشارہ، (۳) کتابت (۴) رسالہ (۵) الہام (۶) کلام خفی (۷) کل ما القیت الی غیرک، ہر بات جو دوسرے کو کہی جائے -

شرعاً معنی : یہ ہے کہ کلام اللہ القدیم المنزل علی نبی من انبیائہ علیہم السلام - پھر صورتیں وحی کی سات ہیں (۱) خواب میں وحی جیسے حضور ﷺ کو ابتداء نبوت میں چھ مہینے وحی آتی رہی (۲) مثل صلصلة الجرس یعنی مسلسل آواز ہو (۳) دل میں کلام کو ڈال دینا کانوں کا واسطہ نہیں ہوتا (۴) اللہ کا فرشتہ انسانی شکل میں آن کر نبی کو پیغام دیتا ہے (۵) جبریل اپنی اصلی صورت میں وحی لاتے ہیں (۶) اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے، پس پردہ اور اس کی کلام نبی کو سنتی ہے (۷) اسرافیل وحی لاتے ہیں، چنانچہ تین سال تک فترۃ وحی میں یہی لاتے رہے -

اقسام وحی :

وحی کل تین قسم پر ہے (۱) ظاہر (۲) باطن - باطنی وحی یہ ہے کہ اجتہاد نبی ہو اور اللہ اس پر ثابت رکھے، جیسے وما ینطق عن الہوی - ظاہری وحی تین قسم پر ہے (۱) کلام قدیم کا سننا من اللہ تعالیٰ کانوں کے واسطے

سے کہ پہلے کانوں میں پہنچے، پھر دل میں پہنچے، فرشتہ کا واسطہ نہیں ہے (۲) وحی رسالت بواسطہ ملک کے، پہلے کانوں میں پھر دل میں (۳) تلقی بالقلب یعنی براہ راست دل میں کلام ڈالنا۔

وحی اور ایحاء میں فرق:

وحی مختص ہے رسالت رسول اللہ ﷺ کے اور ایحاء عام ہے نبی اور غیر نبی سب کو ہوتا ہے جیسے و اوحی ربک الی النحل (اور حکم دیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو) و ان الشیاطین لیوحون الی اولیئہم (اور یقیناً شیاطین دل میں ڈالتے ہیں اپنے دوستوں کے)

رسالت اور ارسال میں فرق:

رسالت کہتے ہیں صفات ربانیہ کو، یہ خاص ہے نبی کے ساتھ، اور ارسال عام ہے نبی کو بھی ہوتا ہے اور غیر نبی کو بھی، انا ارسلنا الشیاطین (پ ۱۶، مریم ع ۶) اس کے معنی ہیں بعثت کے اور تسلیط کے، چنانچہ (حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا ہے کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا ہم نے شیطانوں کو اور حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ترجمہ فرمایا ”تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان“)

الہام اور کشف میں فرق:

الہام: یہ ہوتا ہے کہ القاء الشیء فی القلب، یعنی اللہ کی طرف سے کسی شئی کو بندہ کے دل میں ڈال دینا اور کشف یہ ہوتا ہے کہ شئی مستور کے سامنے سے پردے اٹھا دینا تو وہ چیز اس کو دور سے نظر آنی شروع ہو جاتی ہے جیسے معراج کے شروع میں بیت المقدس کے پردے کھول دینا۔

رسول اب کو کہتے ہیں جس کے پاس کتاب اور جدید شریعت ہو اور نبی کے معنی ہیں جس میں یہ نہ ہوں تو رسول کا درجہ زیادہ ہے نبی سے، مگر یہ معنی صحیح نہیں۔ جیسے (۱) اسماعیل کے بارے میں آتا ہے و کان رسولاً نبیاً۔ (۲) رسول اور نبی کہا ہے رجل کو، حالانکہ فرشتے کو بھی رسول کہا گیا انہ لقول رسول کریم۔

صحیح تعریف

یہ ہے کہ رسول وہ آدمی ہے جس کو اولاً بھیجا جائے طرف کفار کے اور ثانیاً طرف مسلمانوں کے اور نبی وہ ہے جو اس کے برعکس ہو، اولاً مبعوث ہو طرف مسلمانوں کے اور ثانیاً کفار کی طرف۔

عفو و درگزر، محبت، نرمی و عاجزی انسان کے لیے سب سے بڑی نیکی ہے لیکن
کن کے سامنے؟ عاجزوں اور در ماندوں کے سامنے نہ کہ ظالموں کے سامنے
(امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ)

نعت شریف

پروفیسر ڈاکٹر افضل علوی صاحب

ممکن کہاں کہ ہو سکے مدحت حضور ﷺ کی
 برتر از ، فکر و وہم ہے ، عظمت حضور ﷺ کی
 ناداں ہے اب بھی آپ ﷺ کا انکار جو کرے
 پتھر بھی دے چکے ہیں شہادت حضور ﷺ کی
 کھلتے ہیں صحن جاں میں عجب چاندنی سے پھول
 سنتا ہوں جب کبھی میں حکایت حضور ﷺ کی
 مشکل نہیں ہے آپ کی سنت کی پیروی
 گر دل میں بس رہی ہو محبت حضور ﷺ کی
 لب پر دعائے مغفرت تھی بہر دشمنائے
 اک یہ بھی دل پسند تھی عادت حضور ﷺ کی
 علوی کی کیا مجال کہ وہ نعت کہہ سکے
 جب تک کہ اس پر ہو نہ عنایت حضور ﷺ کی

آتے نہیں ہیں ایسے محدث تو بار بار

آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی ؒ

مولانا محمد اکرام القادی صاحب (خانیوال) ؒ

اے شیخ وقت خوبیاں تجھ میں تھیں بے شمار
رگ میں تیری عشق رسالت مآب ﷺ تھا
شرح حدیث پاک میں گزری تمام عمر
بنا ہے تو نے بادۂ عرفان و آگہی
ہر دم رواں تھا ضعف و علالت کے باوجود
ممتاز تو رہا ہے کمال و جمال میں
سادہ لباس ، سادہ طبیعت ، سدا بہار
جس دیدہ ور نے آپ کو دیکھا وہ کہہ اٹھا
تو شہمہ سوار عرصہ پیکار ہی رہا
تو سرخرو ہے سرور کونین ﷺ کے غلام!
حضرت ؒ کے جو نصیب میں لکھی تھی ازل سے
تربت پہ تیری رحمت حق کا نزول ہو
جس کارواں کے شیخ اک فرد فرید تھے
ملت کو تیرے قول و عمل پہ تھا اعتبار
ڈھونڈیں کہاں؟ اے شافع محشر کے جاں نثار
تجھ کو قسیم کوثر و تسنیم سے تھا پیار
تو نے بہائے علم کے دریائے بے کنار
اے دجلہ علوم! اے امت کے غمگسار!
اے مفتیؒ و نفیسؒ کی نسبت کے شاہکار
کہنا بجا ہے تجھ کو اکابر کی یادگار
آتے نہیں ہیں ایسے محدث تو بار بار
جد و جہد ہمیشہ رہی تیری دل فگار
ہیں دشمنانِ ختم نبوت ذلیل و خوار
کم ہی نصیب ہوتی ہے یہ موت ذی وقار
تیرے ہی دم قدم سے گلستاں میں تھی بہار
اکرام تو بھی ہے اس کی گرد اور غبار

جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

سیدنا صدیق اکبر ♦ بنو تیمم میں سے ہیں بنو تیمم میں سے نہیں!.....!

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

مکرم و مخدوم حضرت مفتی صاحب..... مدیر محترم ”ماہنامہ الخیر“ ملتان
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ!

مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب مطلوب ہے۔ سائل علمائے دیوبند کے مسلک کو حق سمجھتا ہے تاہم علمی لحاظ سے
آپ چاروں مسالک کے اہل تحقیق کی رو سے جواب دیجئے۔

(۱) ہم نے سنا تھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق ♦ کے آباء و اجداد میں سے ایک کا نام تیمم تھا۔ انہی کے نام پر
خاندان ”بنی تیمم“ ہوا..... لیکن کئی مقالہ نگاروں نے بنی تیمم لکھا ہے۔ تیمم کن بزرگوں کا نام تھا؟ کیا واقعی حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ بنی تیمم سے ہیں۔ ”الخیر ۳۳/۳ برائے ماہ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ ص ۳۵ پر حضرت مولانا محمد صفدر صاحب
کے مضمون میں بنی تیمم لکھا گیا ہے۔

(۲) اسی طرح ایک سوال یہ ہے کہ ماہنامہ الخیر مذکور ص ۳۹ پر حافظ حامد محمود صاحب نے لکھا ہے کہ ام المؤمنین
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نکاح اول کی تجویز ”ورقہ بن نوفل“ سے ہوئی تھی۔ کیا یہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو
اس کا مستند حوالہ درکار ہے۔ حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھتیجے ہیں۔ نوفل
حضرت خدیجہ کے بھائی خویلد کے بیٹے ہیں خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب
حضرت زبیر کے دادا بھی خویلد ہیں یعنی زبیر بن عوام بن خویلد۔

(۳) اسی مضمون میں ص ۴۰ پر لکھا ہے کہ ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے
طلاق دینے کا ارادہ فرمایا۔ سیدہ سودہ □ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے طلاق نہ دیں۔ میں اپنی باری چھوڑتی ہوں۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیتی ہوں۔ اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

یہاں ایک سوال بندہ کے ذہن میں آیا جس کا ازالہ چاہتا ہوں وہ کون سی اہم وجہ تھی جس کی بناء پر مزاج نبوی
علیہ السلام شریف میں طلاق کا داعیہ پیدا ہوا۔ (بوڑھی ہونا تو کوئی اہم وجہ نہیں) اس روایت کے راویان محترم پر نظر
ڈال لی جائے۔ آیا وہ رافضی/مجروح وغیرہ تو نہیں؟

دست بستہ عرض ہے کہ آیا اس روایت کو درست ماننے سے اسوۂ رسول علیہ الصلوٰات والتسلیمات پر اور اسوۂ
امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر دشمنان اسلام انگلی اٹھائیں گے؟ بندہ کو تینوں سوالوں کا تحقیقی جواب مطلوب ہے
..... اگر مضمون نگار صاحبان کی تحریر کے خلاف جواب ہو تو براہ کرم مدیر محترم الخیر ملتان کے ذریعے اُن کو بھی مطلع فرمایا
جائے یا آپ کا جواب آنے پر بندہ اُن کو نقل بھیجوا دے گا۔

السبت مفتی عبداللہ خان ابونظارہ (جھنگ)

ال

ج

(۱) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ہیں جیسی نہیں کیونکہ نسب نامہ میں تیم بن مرہ ہیں۔ چنانچہ فتح الباری تحفة الاحوذی اور مرقات میں نسب نامہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

اما نسبه فهو عبد الله بن عثمان بن عامر بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مره بن كعب بن لؤى بن غالب. يجتمع مع النبي صلى الله عليه وسلم فى مرة بن كعب الخ (فتح الباری. تحفة الاحوذی)

مرقات میں نسب نامہ تیم بن مرہ تک بیان کرنے کے بعد التیمی کی نسبت بھی مذکور ہے۔..... الخیر میں کتابت کی غلطی بھی ہو سکتی ہے۔

(۲) سائل نے ورقہ بن نوفل کا نسب نامہ بیان کیا ہے وہ محل نظر ہے۔ عمدة القاری میں درج ذیل نسب نامہ بیان کیا گیا ہے: ورقة بن نوفل بن اسد بن عبد العزی ابن عم خديجة وكان امراء تنصرفی الجاهلیة الخ (جلد ۱ ص ۱۲۱)

بخاری شریف میں بھی نسب نامہ اسی طرح بیان کیا گیا ہے فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل بن اسد بن عبد العزی ابن عم خديجة (ج ۱ ص ۳)

اسی حدیث عائشہ ؓ میں ہے کہ حضرت خدیجہ ؓ نے اسے چچا کے بیٹے کے الفاظ سے خطاب کیا فقالت له خديجة يا ابن عم اسمع من ابن اخيك. الحدیث (بخاری ج ۱ ص ۳)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ سیرت مصطفیٰ میں رقم طراز ہیں حضرت خدیجہ ؓ نے اس امید پر (نکاح) کیا تھا کہ جس نبی آخر الزمان کی بشارتیں اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بار بار سنی تھیں (ج ۱ ص ۱۴۴) الحاصل: کسی محقق نے بھی انہیں بھتیجا قرار نہیں دیا بلکہ مسلم شریف کی روایت میں یا عمی کے الفاظ ہیں بخاری شریف کے حاشیہ میں اس پر لکھا ہے کلاهما اما الاول فلانة ابن عمها واما الثاني فتسمية عما

مجاز للاحترام وهذه عادة العرب يخاطب الصغير الكبير بياعم احتراماً له

(حاشیہ ج ۱ ص ۳ بخاری)

تیسرا سوال چونکہ قابل تحقیق ہے اس لئے اس کا جواب تیار ہونے پر ارسال کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

مدارس میں دنیوی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے اخراجات مدرسہ کے فنڈ سے

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارہ میں:

ہمارے مدرسہ میں پہلے سے حفظ کی جماعت چل رہی ہے، لیکن اس سال ہماری شوروی نے مشورہ کیا ہے کہ آئندہ ہم مدرسہ میں پرائمری پاس بچہ داخل کر کے اس کو قرآن مجید حفظ کروانے کے ساتھ ساتھ مڈل کے امتحان کی تیاری کروا کر مڈل کا امتحان دلوائیں گے، مقصود ہمارا قرآن مجید حفظ کروانا اور دینی ماحول میں دینی تربیت کرنا ہے، ایسے طلباء کرام کے تمام اخراجات مدرسہ کے ذمہ ہوں گے، کیا ایسے طلباء کے اخراجات (ربائش، کھانا، ٹیچرز کی تنخواہ لباس اور ٹیلیٹی بلز) مدرسہ کے فنڈ صدقات واجبہ (زکوٰۃ، عشر اور فطرانہ وغیرہ) میں سے ادا کیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: قاری محمد زاہد (چکوال)

ج

ال

مڈل یا میٹرک کی تعلیم درس نظامی کی تعلیم میں قدرے مفید ہے، لیکن قرآن کے حفظ میں مڈل کی افادیت سمجھ نہیں آتی اس لیے مدرسہ کا وقف مال مذکورہ بالا مصارف پر خرچ کرنا چندہ دھندگان کی اغراض اور مقاصد کے خلاف ہے جب کہ واقف کی اغراض و مقاصد کا لحاظ کرنا شرعاً واجب ہے ”فان شرائط الواقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع“ (شامیہ ص ۳۶۱، ج ۳) و فیہ ایضاً: انہم صرحوا بان مراعاة غرض الواقفین واجبة (ص ۶۸۳، ج ۶) لہذا یا تو اس کے ساتھ درس نظامی بھی شروع کر لیا جائے یا پھر اسی غرض سے بتلا کر چندہ کر لیا جائے، یا پھر اقراء کی طرز پر اسے چلایا جائے، عشر و زکوٰۃ وصول کرنے کی بجائے بچوں سے فیس لے کر نظام چلایا جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نماز میں سورۃ الفاتحہ کا اکثر حصہ پڑھنا اور اقل بھول جانا

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے، بندہ کو ایک مسئلہ کے بارے میں آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے، وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لے اور اقل بھول جائے تو آیا اس پر سجدہ سہو آئے گا یا نہیں؟ بندہ نے اس حوالے سے جب کتب فتاویٰ کو دیکھا تو پتہ چلا اس میں امام صاحب رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہم کا اختلاف ہے، بعض نے امام صاحب رحمہ اللہ اور بعض نے صاحبین رحمہم کے قول کو لیا، جب بندہ نے اردو فتاویٰ دیکھے تو وہاں بھی اختلاف پایا، دونوں طرف کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) لما فی الہندیۃ: و ان قرأ اکثر الفاتحة و نسی الباقی لا سہو علیہ و ان بقی الاکثر کان علیہ السہو اماما کان او منفردا کذا فی فتاویٰ قاضی خان اہ (الفتاویٰ الہندیۃ ص ۲۶، ج ۱)

(۲) و لما فی تبیین الحقائق: واجبات الصلوۃ انواع منها قراءۃ الفاتحة و السورۃ فلو ترک الفاتحة او اکثرها فی الاولین وجب علیہ سجود السہو (تبیین الحقائق باب سجود السہو ص ۴۷۳ ج ۱)

(۳) و لما فی التاتارخانیۃ: و ذکر ہشام عن محمد اذا سہا عن الاکثر من فاتحة الكتاب فعلیہ السہو یعنی اذا قرأ الاقل و نسی الاکثر و فی الظہیریۃ: اماما کان او منفردا و اذا قرأ الاکثر و نسی الاقل فلا سہو علیہ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ باب سجود السہو ص ۳۹۲، ج ۲)

(۴) و لما فی کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ الاول قراءۃ الفاتحة فان ترکها کلھا او اکثرھا فی رکعۃ من الاولین فی الفرض وجب سجود السہو اما لو ترک اقلھا فلا یجب لان للاکثر حکم کل، و لا فرق فی ذلک بین الامام و المنفرد (کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ ص ۳۸۷، ج ۱)

(۵) و لما فی خیر الفتاوی : فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا جائے تو ترک باقی کی وجہ سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا (البتہ اگر سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے) خیر الفتاوی ص ۲۲۶، ج ۲

جن عبارتوں سے وجوب سجدہ سہو کا پتہ چلتا ہے۔

(۱) : لما فی الدر المختار (قراءة فاتحة الكتاب) فيسجد للسهو بترك اكثرها لا اقلها لكن في المجتبى يسجد بترك آية منها و هو اولى .

و فی الشامیة : قوله (بترك اكثرها) يفيد ان الواجب الاكثر ، و لا يعرى عن تامل ، بحر و فی القهستانی انها بتمامها واجبة عنده و اما عندهما فاکثرهما اه قوله (و هو اولى) لعله للمواظبة المفيدة للوجوب اه (الدر مع الرد ص ۱۸۴، ج ۲)

(۲) و لما فی طحطاوی علی مراقی : قوله (قراءة الفاتحة) قالوا بترك اكثرها يسجد للسهو لا ان ترك اقلها و لم ار ما اذا ترك النصف (نهر) لكن في المجتبى يسجد بترك آية منها و هو اولى قال في الدر وعليه فكل آية واجب (حاشية طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۴۸)

(۳) و لما فی فتاوی رحیمیہ : مسئلہ اختلافی ہے حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک سورۃ فاتحہ بتمامہا (پوری) واجب ہے اور صاحبین ؒ کے نصف سے زائد پڑھنا وجوب کی ادائیگی کے لیے کافی ہے ، باقی حصہ چھوٹ جانے سے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا ، امام صاحب ؒ کا قول قوی اور احوط ہے ، پس فاتحہ کا کوئی حصہ اور جزء چھوٹ جانے پر سجدہ سہو لازم قرار دیا جائے گا اھ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۸۷، ج ۵)

(۴) و لما فی احسن الفتاوی (سورۃ فاتحہ سے اگر ایک حرف بھی سہوا چھوٹ گیا تو سجدہ سہو واجب ہے (احسن الفتاوی ص ۳۲، ج ۴)

آپ سے گزارش ہے کہ مفتی بہ قول کی طرف راہنمائی فرمائیں ، یا پھر دونوں کی گنجائش ہے؟
المستفتی: محمد سفیان فاروق (ڈوبیل)

ج

ال

زیر بحث مسئلہ میں امام صاحب ؒ اور صاحبین ؒ کا اختلاف ہے ، امام صاحب ؒ کے نزدیک کل

فاتحہ واجب ہے وفی القہستانی انہا بتسامہا واجبة عنده امام عندهما فاکثرهما (طحطاوی ص ۲۰۸، ج ۱)

اس سلسلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ کا فرمان رائج معلوم ہوتا ہے جس کی درج ذیل وجوہ ہیں۔
(۱) مجتبیٰ نامی کتاب میں اسے اولیٰ قرار دیا ہے، چنانچہ درمختار میں ہے وفی المجتبیٰ یسجد بترک آية منها و هو اولی (طحطاوی ص ۲۰۸، ج ۱)

(۲) علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے اس قول کو مدلل کیا، قولہ و هو اولی، اس پر فرمایا لعلہ للمواظبة المفيدة للوجوب (طحطاوی ص ۲۰۸، ج ۱) مدلل کرنا بھی ایک ترجیح ہے۔

(۳) انہر الفائق میں بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کہ (ایک آیت چھوڑنے سے بھی سجدہ سہو واجب ہوگا) کو اولیٰ قرار دیا ہے۔ اسی طرح معراج میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے بھی اس کی اولویت نقل کی ہے۔ چنانچہ منحة الخالق میں ہے وفی المجتبیٰ اذا ترک الخ، قال فی النہر و هو اولی و یؤیدہ ما سیاتی و حکاہ فی المعراج عن شیخ الاسلام الخ (محرض ۱۶۶، ج ۲)

(۴) اسی طرح احتیاط بھی اسی میں ہے:

جب کہ اس کے مقابلہ میں صاحبین رحمہم اللہ کے قول کی کوئی خاص دلیل بیان نہیں فرمائی بلکہ لاکثر حکم الکمل سے استدلال کیا گیا ہے، چنانچہ البحر الرائق میں ہے وان ترک اقلہا لا یجب لان لاکثر حکم الکمل کذا فی المحيط (ص ۱۶۶، ج ۲)

نیز علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے صاحبین رحمہم اللہ کا قول نقل کرنے کے بعد بحر کے حوالہ سے نقل کیا لا یعری عن تامل بحر (طحطاوی ص ۲۰۸، ج ۱) گویا اس میں تامل ظاہر کیا ہے۔

مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر امام صاحب رحمہ اللہ کی تحقیق رائج معلوم ہوتی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۶-۵-۱۴۳۶ھ

تجربات زندگی کا نچوڑ

مرسلہ: حاجی محمد راشد صاحب (ڈیرہ اسماعیل خان)

اکابر کے تجربات اور اُن کے نصائح اصغر اور بعض راتوں کے لئے کلیدِ سعادت ہوتے ہیں زیرِ نظر تحریر میں حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی ؒ نے اپنی آپ بیتی میں اپنے تجربات زندگی کا نچوڑ بیان کیا ہے۔

کتاب، بلکہ کہنا چاہئے کہ کتاب زندگی کا مشکل ترین باب یہی ہے، ۵۷ سال کی زندگی کا خلاصہ تجربات میں کیا لکھا جائے اور کیا چھوڑا جائے؟ جی میں تو بے اختیار یہی آ رہا ہے کہ داستان زندگی (آہ، کہ کتنی لذیذ، اور آہ کہ کتنی تلخ، دونوں ایک ہی وقت میں) کل کی کل بغیر ایک حرف چھوڑے دوہرا دی جائے..... داستان زندگی کے دہرانے میں لگتا ایسا ہے کہ جیسے زندگی خود اپنے کو دوہرا رہی ہے، سوچنے بیٹھتے تو اپنی زندگی قابلِ صد نفریں و مستحقِ ملامت، اور نہ سوچئے تو جانِ عزیز سے بڑھ کر عزیز لذیذ کوئی شے ممکن نہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ خیال رکھنے کی ہے کہ طبعی تقاضا و شوق اور چیز ہے اور ہوس اور چیز بقول حضرت اکبر آلہ
آبادی مرحوم:

ع کہنے کی ایک حد ہے بکنے کی حد نہیں

جو فرق کہنے اور بننے میں ہے وہی طبعی تقاضے اور ہوس میں ہے۔

ع وہ راہبر کی ہدایت ، یہ رہ گزر کا فریب

طبعی تقاضوں کی تکمیل کی جاسکتی ہے لیکن ہوس کی آگ بجھانے کے لئے کوئی حد نہایت نہیں، ہوس رانی جتنی بھی کیجئے گا طبیعت بجائے آسودہ ہونے کے حریص سے حریص تر ہوتی جائے گی، آگ بجھنے کے بجائے پھڑکتی ہی جائے گی ضرور زیاں صریح واقع ہوتا جائے گا، لیکن طبیعت کو اس کا احساس ہی سرے سے جاتا رہے گا..... نفس امارہ بڑا منطقی، بڑا فقیہ واقع ہوا ہے ہر نفس پرستی، ہر ہولناکی اور اس سے پیدا ہونے والے ہر ضروریات کی کوئی نہ کوئی خوب صورت سی تاویل و توجیہ ہر بار کرے گا اور ہل من مزید کے نعرے لگاتا ہوا آپ کو برابر مغالطہ میں مبتلا اور دھوکے میں الجھائے رہے گا! لازم ہے کہ ہر خواہش نفس پر حاکم طبیعت کو نہیں، عقل کو رکھئے اور عقل کی حاکمیت کا نفاذ بڑی سختی سے کرتے رہئے، ہجیان نفس کے وقت (عام اس سے کہ وہ ہجیان غصہ کا ہو، حب جاہ کا ہو، حرص مال کا ہو یا شہوت جنسی کا ہو) عقل تک اندھی اور مغلوب ہو جاتی ہے ایسے موقع پر دوست گیری شریعت سے پائیے، اور پناہ احکام

خداوندی میں ڈھونڈیئے، نفس کو بے لگام کسی حال میں بھی نہ ہونے دیئے۔ اس شورہ پشت گھوڑے سے آپ ذرا بھی غافل ہوئے اور اس نے آپ کو زمین پر دے پٹکا!..... غصہ اور شہوانیت یہ نفس کے دو بے پناہ حربے ہیں اور انسانیت کے دشمن قاتل! اگر اپنی نوعمری ہی میں قابو پالیا گیا انہیں عقل اور اس سے بڑھ کر شریعت کے تحت میں لے آیا گیا تب تو خیر ہے ورنہ اگر یہ سنپولے بڑھ کر اژدہ ہے ہو گئے تو کوئی صورت ان کے عذاب سے نجات پانے کی نہ رہے گی۔

سن کے ساتھ ساتھ ان کی گرفت بھی سخت سے سخت تر ہوتی جائے گی، انسان خمیازہ اٹھائے گا، پچھائے گا، جھنجھلائے گا، پھر بھی بس پھڑپھڑا کر رہ جائے گا، ان کے پنجے سے رہائی کی کوئی صورت آسان نہ ہوگی۔

روپیہ کی محبت بھی بڑی بری بلا ہے، سن کے ساتھ ساتھ یہ کھٹتی نہیں، بلکہ حرص و ہوس عموماً بڑھ ہی جاتی ہے، اور وجہ جواز میں ذہن نئی نئی ضرورتیں گھڑنا شروع کر دیتا ہے ضرورت اس وقت سال پر شروع ہی سے قابو پالینے اور اپنے کو قناعت کا خوگر بنالینے کی ہے یہ جس نے نہ کیا اسے تلخیاں قدم قدم پر پیش آتی رہیں گی لیکن روپیہ کی محبت اور شی ہے اور اس کی قدر..... اور روپیہ کی محبت تو بے شک ہرگز نہ پیدا ہونے پائے لیکن روپیہ کی قدر ضرور ہو، یہ نہ ہوا تو دوسرا مرض اسراف کا پیدا ہو کر رہے گا بخل و اسراف دونوں مرض ایک ہی درجہ کے ہیں اور دونوں بڑے سخت۔ ان کے حملے سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی واحد صورت یہ ہے کہ قلب کو ایک طرف حب مال سے خالی رکھا جائے اور دوسری طرف روپیہ کی ناقدری سے۔

دل کو ریاء و نمائش سے خالی اور اخلاص سے لبریز رکھنا بھی کوئی آسان و معمولی چیز نہیں، بڑی ریاضت اور بڑے مجاہدوں کے بعد ہی یہ دولت ہاتھ آ سکتی ہے۔

اور پھر بھی ہر وقت ڈگمگ جانے کا دھڑکا لگا رہتا ہے: **و لا یلقھا الا ذو حظ عظیم** ایک بڑا دخل اس میں صدق دل سے دعا مانگنے کا ہے اور اسباب و ذرائع شہرت سے اپنے کو دور رکھنے کا ہے، نفس عاشق ہے جاہ کا، اور انسان ایک حد تک خوشامد پسند طبعاً ہوتا ہے، راہ اخلاص کا سب سے بڑا راہزن، مداحوں، معتقدوں، مریدوں کا گروہ ہوتا ہے، ہر وقت کی داد و تحسین، رضا جوئی حق کا گلا گھونٹ دیتی ہے تفسیر قرآن تک کے ظاہر و باطنی خالص دینی کام کو جب سوچتا ہوں اور اپنے پر جرح کرتا ہوں کہ اگر داد و تحسین خلق مسرت نفس اور مالی منفعت وغیرہ سارے خارجی خیالات کو متمتع کر لیا جائے تب بھی یہی اہتمام و انتہاک کام کے لئے باقی رہے گا۔ تو ضمیر کچھ کانپ سا اٹھتا ہے: علم، بمعنی لکھائی پڑھائی، کتابوں کی ورق گردانی کے شوق کا مرض بچپن سے رہا ہے اب بھی طالب علم ہی ہوں ہر وقت اپنے گرد ایک کتب خانہ چاہتا ہوں بغیر کتابوں کے وقت کا ثنا و شوار ہو جاتا ہے بارہا شوق مطالعہ کے آگے دوسرے طبی جسمانی شوقوں کو مغلوب کر چکا ہوں، لیکن پھر بار بار سوچتا ہوں کہ آخر اس سے ہوتا کیا ہے، اور اس سے حاصل کیا! جب تک یہ دھن تمام تر رضائے حق کی خاطر نہ ہو دنیا میں بالفرض اُردو کا نامی مصنف اور گرامی اہل قلم کہہ

تجربات زندگی کا نچوڑ

کر پکارا بھی گیا، تو حشر میں یہ القاب کیا نفع پہنچائیں گے، اور حیات ابدی کے حصول میں یہ کیا کام آئیں گے۔ والدہ ماجدہ کی خدمت تو خیر تھوڑی بہت کچھ بن پڑ گئی لیکن والد ماجد کی خدمت کی توفیق تو ذرا بھی نہ ہوئی بلکہ فساد عقائد و فساد عمل دونوں کے باعث ان کی اخیر عمر میں ان کے لئے سوہان روح ہی بنا رہا۔ اور جب از سر نو مسلمان ہوا تو وہ مرحوم راہی جنت ہو چکے تھے، رہے دوسرے اعزہ و احباب اور سابقہ والے، تو کسی کا بھی حق ادا نہ کر سکا۔ اور عبادت کا حال تو اور بھی ابتر، نمازوں میں یہ بجز ٹکرا لگانے کے اور کیا کیا، اور روزہ میں بجز بھوکا رہنے کے اور حج بھی الٹا سیدھا، خدا معلوم کس طرح کر کے بس ایک چھدا سا اتار آیا۔ غرض نہ ادھر کا، نہ ادھر کا۔ سوچتا ہوں کہ اپنا حشر کیا ہونا ہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین سو اس کے کہ وہ رحم الرحمین اپنے ارحم الراحمین کا کرشمہ دکھا دے یا اپنے رحمت عالم پیمبر اور دوسرے شافعیین کو شفاعت کا اشارہ کر دے۔ شادی عمر کے ۲۴ ویں سال اپنی پسند و محبت پیدا ہو جانے کے بعد کی، اور وہی عشق بہت سے اتار چڑھاؤ بڑے ہی پیچ و خم کے بعد آج تک قائم ہے..... عشق کا لفظ غلط استعمال ہوا ”فریب آب و گل“ کا نام عشق رکھنا، حقیقت اور لغت دونوں پر ظلم کرنا ہے۔ اور اسی کھوکھے عشق کا حاصل حصول بقول اکبر:

کارِ جہاں کو دیکھ لیا میں نے غور سے اک دل لگی ہے سعی میں، حاصل میں کچھ نہیں
دل لذت اٹھانے پاتا بھی نہیں کہ خود لذت چھلا وہ بن کر نظر سے غائب ہو جاتی ہے۔

بڑے ہی تلخ تجربوں اور خوب ہی ٹھوکریں کھانے کے بعد یہ پر زور وصیت سارے قارئین سے ہے کہ دنیا سے دل ہرگز نہ لگائیں اور اس کے مکر و فریب میں نہ آئیں جس کے صدا ہا چہرے اور بے شمار نقائیں سہی لیکن انسان بہر حال جسم و جسد کے ساتھ ہی اس خاکدان میں بھیجا گیا ہے، اس حکمت کی بھی رعایت رکھنا لازمی ہے۔

دنیا کو برتنے مگر دل نہ لگائے، تو آخرت ہی سے لگائے رہئے۔ اکبر ہی کے لفظوں میں:

ع غافل نے ادھر دیکھا عاقل نے ادھر دیکھا

دیکھئے! ابھی کتنی اور میعاد کا ٹٹا ہے، دل تو اُسی مژدہ جہاں بخش کے سننے کو تڑپ رہا ہے کہ:

ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

اپنے حق میں تو بس ایک ہی اور آخری دعا یہ ہے کہ بلا واسطہ اس وقت آئے جب یہ ناکارہ اور آوارہ قلم، دین کی خدمت میں مشغول ہو، اور کسی عدو اللہ کے ہنوت کا جواب دے رہا ہو، یا اپنے محبوب کی کسی ادا کی معرفت کی دعوت دے رہا ہو۔

پڑھنے والے، رخصت! اس عالم ناسوت میں آخری سلام، ملاقات، بہ فراغت و اطمینان ان شاء اللہ بس اب جنت ہی میں ہوگی۔

not sound.

اشتہار روح افزا

آدابِ سالک

ماسٹر محمد عمر صاحب (خان گڑھ)

مرسلہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلوة والسلام على رسوله الكريم

آقائے نامدار، تاجدار، مدینہ سیدالکونین، خاتم النبیین محبوب رب العالمین، سرِ اُپارِ حمتہ للعالمین نے اپنے صحابہ کرام ﷺ کو ہر عمل سکھلاتے تھے، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ایمانیات کی تعلیم دیتے تھے، اس طرح آدابِ معاشرت کی تعلیم و تربیت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ صحابی ♦ بغیر سلام کے حاضر خدمت ہوئے، آپ ﷺ نے ان کو واپس کیا، آپ ﷺ فرمایا دوبارہ آؤ اور سلام کرو۔

ایک صحابی ♦ حاضر خدمت ہوئے جن کے سر کے بال اور مونچھیں بے تحاشا بڑھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے حجام کو بلوایا اور اس کی حجامت کرا دی، فرمایا۔ دیکھو کیسے اچھے لگ رہے ہو؟۔

حدیث پاک میں ہے ”المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده أصلي مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے“

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے ”المؤمن من آمنه الناس عن بوائقه حقیقی مومن تو وہ ہے لوگ اس کے خطرات سے شرور و فساد سے بے فکر ہوں“۔

ارکانِ خمسہ اور اس کے متعلقات کی جہاں جہاں تعلیم و تفہیم ہوتی ہے اس کو درس گاہ کہتے ہیں اور جہاں اخلاقِ رذیلہ کا علاج ہوتا ہے اور اخلاص کی دولت ملتی ہے اس کو خانقاہ کہتے ہیں، جیسے حسد، بغض، کینہ، حرص، لالچ، تکبر، مکاری، دھوکہ اور چالپوسی زر پرستی جیسے رذائل کا علاج ہو اس جگہ کو خانقاہ کہتے ہیں۔

ان رذائل سے پاک ہونا اور فضائل کی تربیت لینا بہت ضروری ہے، اور وہ خانقاہ میں صحبتِ شیخ میں رہ کر ہو سکتی ہے ورنہ کبھی کبھی ظاہری علوم، گمراہی اور اکابر کی بدنامی کا باعث ہو جاتے ہیں اور ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

not found.

اشتہار فیصل نوڈز فیصل آباد

فارسی زبان و ادب سے دوری کیوں.....؟

♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦

جناب محمد میراں جی صاحب (لاہور)

♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦

قریباً ایک سال قبل بزرگ عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہم نے ”ماہنامہ الخیر“ میں ایک مضمون فارسی کی حمایت میں لکھا تھا جس میں علماء کرام کو بھی فارسی سیکھنے، سکھانے کی ترغیب دی تھی، میرا یہ مضمون آنجناب کے اس مضمون کی تضمین میں ہے۔

عربی کے بعد فارسی عالم اسلام کی سب سے بڑی زبان ہے، فارسی زبان کی عمر تقریباً ایک ہزار سال ہے، یہ آٹھ سو (۸۰۰) برس تک برصغیر میں سرکاری زبان کے طور پر نافذ رہی، آج بھی برصغیر میں لکھی جانے والی بہت سی تفسیر، حدیث، منطق، عروض، فلسفہ، طب، تاریخ، تصوف اور تذکروں کی کتب فارسی میں ہیں۔

انگریز کا براہو، جس نے ۱۸۳۷ء میں اسے عدالتوں سے خارج کر کے انگریزی کو نافذ کیا اور یہ شعر مشہور کر دیا کہ

پڑھو فارسی ، پیچو تیل دیکھو! یہ قسمت کے کھیل
وگرنہ ماضی قریب تک یہ زبان اتنی چھائی ہوئی تھی کہ پاکستان بننے سے قبل ریاست بھوپال میں ہندو مسلم طبیب نسخہ ہی فارسی میں لکھتے تھے، ایسی شیریں زبان ہے فارسی کہ ہندوؤں نے بھی کثرت سے اسے سیکھا اور اپنی قدرت کلام کے جوہر دکھلائے، جس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، عربی زبان کی شاعری تو واقعی بہت عمدہ و اعلیٰ ہے، لیکن ماہرین لسانیات نے لکھا ہے کہ صرف شاعرانہ پہلوؤں سے اگر دیکھا جائے تو فارسی کئی جگہ عربی پر بھاری ہے، ایک بات اور بھی ہے، وہ یہ کہ ہر زبان کی کوئی نہ کوئی صفت ہوا کرتی ہے، فارسی کی خوبی یہ ہے کہ اپنے پڑھنے والوں میں ادب، آداب اور رکھ رکھاؤ پیدا کرتی ہے، شاید اسی وجہ سے مولانا تھانوی ؒ نے ہشتی زیور میں مستورات کو اسے سیکھنے کی ترغیب دی ہے اور اس ضمن میں مولانا عبد اللہ گنگوہی ؒ سے ابتدائی فارسی، گرائمر کی ایک کتاب بھی لکھوائی

ماضی میں تو علماء کے علاوہ عام شرفاء بھی اسے سیکھا کرتے تھے، لیکن معلوم نہیں کہ کیوں دورِ حاضر کے اہل علم طبقہ میں فارسی پڑھنا، بولنا کم سے کم ہوتا چلا جا رہا ہے، حالانکہ یہ دنیا کی سب سے آسان زبان ہے، ایک معمولی ذہن کا آدمی بھی چند ماہ میں فارسی سیکھ سکتا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے معزز علماء اس طرف متوجہ نہیں، پس معروف طریقے سے درسی کتابوں کا پڑھ پڑھالینا کافی سمجھتے ہیں۔ اس بارے میں دست بستہ عرض ہے کہ کوشش محنت کر کے اسی زبان شیریں کو سیکھا جائے کہ نیز جو حضرات کتب متداولہ پڑھ چکے ہیں وہ اپنا مطالعہ بڑھائیں اور تحریر و انشاء کا ملکہ بھی حاصل کریں، کیونکہ مشرقی علوم کے تحفظ کے لیے فارسی سیکھنا بہت ضروری ہے۔

not found.

اشتہار طالب علم کی کفالت

ہمارے بڑے

مرسلہ: مولانا اسرار حسین ڈوگر صاحب (ملتان)

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ ؓ کے ایک بھائی بحیثیت مجاور مکہ معظمہ میں مقیم تھے انہوں نے وہاں سے آپ کو تحریر کیا کہ مجھے تین چیزوں کی تمنا تھی۔ اول یہ کہ کسی متبرک مقام پر سکونت کا موقع مل جائے دوم یہ کہ میری خدمت کیلئے ایک خادم بھی ہو یہ دونوں خواہشیں پوری ہو گئیں اب تیسری خواہش صرف یہ ہے کہ مرنے سے قبل ایک مرتبہ آپ سے ملاقات ہو جائے خدا سے دعا کیجئے کہ یہ تمنا بھی پوری کر دے آپ نے جواب میں لکھا کہ انسان کو تو بذات خود متبرک ہونا چاہیئے تاکہ اسکی برکت سے جائے قیام بھی متبرک ہو جائے دوسری یہ کہ آپ کو تو خادم بننا چاہیئے تھانہ کہ مخدوم سوم یہ کہ اگر آپ خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے تو میں آپ کو ہرگز یاد نہ آتا لہذا یاد الہی میں بہن بھائی بیوی بچے سب کو فراموش کر دینا چاہیئے کیونکہ وصال خداوندی کے بعد بندہ خود بخود سب کو بھول جاتا ہے اور اگر آپ خدا ہی کو نہ پاسکیں تو پھر مجھ سے ملاقات بے سود ہے۔

☆ حضرت حمدون قصار رحمہ اللہ کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت کسی دوست کی حالت نزع میں اس کے سرہانے تشریف فرما تھے۔ اور اس کی موت کے بعد ہی فوراً چراغ بجھا کر فرمایا یہ اس چراغ کا زندگی میں خود مالک تھا۔ لیکن موت کے بعد اب یہ اس کے ورثاء کی ملکیت ہے۔ اس لئے ان کی مرضی کے بغیر جلانا درست نہیں۔

☆ حضرت شیخ ابوالحسن رحمہ اللہ کو سر راہ ایک شخص شرارتا گھونسا مار کر بھاگا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ آپ حضرت ابوالحسن رحمہ اللہ ہیں تو اس نے ندامت کے ساتھ معذرت چاہی لیکن آپ نے فرمایا کہ اس فعل کا فاعل میں تمہیں تصور نہیں کرتا کیونکہ جس کو فاعل حقیقی سمجھتا ہوں اس سے غلطی کا امکان نہیں اس لئے نہ مجھے تم سے کوئی شکایت ہے نہ فاعل حقیقی سے شکوہ کیونکہ میں اسی قابل تھا۔

☆ حضرت عثمان حیری رحمہ اللہ ایک مرتبہ مریدین کے ہمراہ بازار تشریف لے جا رہے تھے کسی نے اوپر سے اس طرح را کھ پھینکی جو پوری کی پوری آپ کے اوپر آ پڑی یہ دیکھ کر مریدین نے بہت پیچ و تاب کھائے مگر آپ نے فرمایا کہ بہت قابل شکر امر ہے کہ جو سر آگ کا سزاوار تھا اس پر صرف را کھ ہی پڑی۔

☆ ایک شخص برسوں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی صحبت میں رہ کر جب واپس جانے لگا تو عرض کیا کہ اگر کچھ خامیاں یا برائیاں آپ نے میرے اندر دیکھی ہوں تو متنبہ فرمادیں تاکہ میں ان کے ازالے کی سعی کرتا رہوں فرمایا کہ میں نے تمہیں سراسر نظر محبت سے دیکھا ہے عیوب پر صرف دشمن کی نظر ہوتی ہے۔

اگر کوئی حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی معیت اختیار کرنا چاہتا تو آپ اس کے سامنے تین شرطیں پیش فرماتے اول: یہ کہ میں سب کا خادم بن کر رہوں گا، دوم: اذان بھی میں خود دیا کروں گا، سوم: جو شے مجھے میسر ہوگی وہ سب کو مساوی تقسیم کروں گا۔

(بحوالہ تذکرۃ الاولیاء شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ)

آسان نسخے

کلام جناب اسد ملتانی مرحوم

مرسلہ: سید قمر الدین احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ مجاز حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ)

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے وہاں تک چاہیے بچنا دوا سے
 اگر تجھ کو لگے جاڑوں میں سردی تو استعمال کر انڈے کی زردی
 جو ہو محسوس معدے میں گرانی تو چکھ لے سونف یا ادراک کا پانی
 اگر خون کم بنے بلغم زیادہ تو کھا گاجر ، پنے ، شلغم زیادہ
 جو بد ہضمی میں تو چاہے افاقہ تو کر لے ایک یا دو وقت کا فاقہ
 جو پیش ہے تو پیچ اس طرح کس لے ملا کر دودھ میں لیموں کا رس لے
 جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا اگر ضعف جگر ہے تو کھا پیپٹا
 جگر میں ہو گرمی تو دہی کھا اگر آنتوں میں ہو خشکی تو گھی کھا
 تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے
 جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس تو پھر ملتانی مصری کی ڈلی چوس
 زیادہ گر دماغی ہے تیرا کام تو کھا ملا کر شہد بادام
 اگر ہو دل کی کمزوری کا احساس مربہ آملہ کھا اور انناس
 اگر گرمی کی شدت ہو زیادہ تو شربت پی بجائے آب سادہ
 جو دکھتا ہے گلا نزلہ کے مارے تو کر نمکین پانی کے غرارے
 اگر ہے درد سے دانتوں کے بے کل تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل
 نبی ﷺ کا قول سن باوصف و ادراک روزانہ تو کیا کر تازہ مسواک

جو ہے افکار دنیا سے پریشان
 خدا کی یاد سے کر لے دل کو شادمان

جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات و اسفار

ترتیب: مولانا شبیر احمد بھلوی صاحب مدظلہ (مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) ◇◇◇◇◇◇◇◇

نصاب کمیٹی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اجلاس کی صدارت:

۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۴ مارچ ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں نصاب کمیٹی کے اجلاس کی صدارت فرمائی، اجلاس میں طالبات کے ۶ سالہ نصاب، دراسات دینیہ کے ۲ سالہ نصاب، طلبہ کے عالیہ سال اول (خامسہ) کے نصاب پر تفصیلی مشاورت اور اہم فیصلے کیے گئے۔

امتحانی کمیٹی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اجلاس کی صدارت:

۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں امتحانی کمیٹی کے اجلاس کی صدارت فرمائی، اس اجلاس میں گزشتہ سال ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء کی امتحانی رپورٹس کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور ان رپورٹس کی روشنی میں آمدہ سالانہ امتحان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰۱۵ء کے انعقاد سے متعلق مشاورت اور اہم فیصلے ہوئے۔

ملتان سے کراچی روانگی:

۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۷ مارچ ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم بوقت شام جامعہ خیر المدارس ملتان سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے، کراچی ایئر پورٹ پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان صوبہ سندھ کے ناظم مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن صاحب مدظلہ، دارالعلوم حسینیہ شہداد پور کے ناظم قاری عبدالرشید رحیمی صاحب مدظلہ نے دیگر علماء کرام کے ہمراہ استقبال کیا۔

مدرسہ مظاہر العلوم حیدرآباد میں علماء و طلبہ سے خطاب:

۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے مولانا وجیہ الدین کے ادارے مدرسہ مظاہر العلوم حیدرآباد میں علماء کرام اور طلبہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔

مدرسہ بیت السلام ماتلی (سندھ) میں تقریب قبول اسلام کی صدارت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے دارالعلوم حسینیہ شہداد پور (سندھ) کے ناظم اعلیٰ محترم قاری عبدالرشید صاحب کی دعوت پر مدرسہ بیت السلام ماتلی ضلع بدین (سندھ) میں منعقدہ قبول اسلام و خدمات مدارس کانفرنس کی صدارت کی، اس تقریب میں ماتلی ضلع بدین کے ۲۲ غیر مسلم خاندانوں کے ۱۱۵ افراد کو کلمہ

طیبہ پڑھا کر حلقۂ اسلام میں داخل کیا (سبحان اللہ)

ٹوبہ ٹیک سنگھ: تحفظ ناموس رسالت M و مدارس اسلامیہ کنونشن میں شرکت:

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ حسن بن علی ♦ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمعیت علمائے اسلام اور وفاق المدارس العربیہ کے زیر اہتمام منعقدہ تحفظ ناموس رسالت M و مدارس اسلامیہ کنونشن میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور تفصیلی خطاب فرمایا۔ اسلام آباد: مغربی ممالک کے سفیروں اور مختلف وفود سے ملاقات:

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۳ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے اسلام آباد میں مغربی ممالک کے سفیروں اور بیرون ممالک سے آئے ہوئے وفود سے ملاقات کی اور دینی مدارس کے نصاب تعلیم و نظام تعلیم سے متعلق بریفنگ دیتے ہوئے فرمایا، دینی مدارس معاشرے کی اصلاح اور امن کے مراکز ہیں۔

جامع مسجد ابو بکر صدیق ♦ اسلام آباد میں خطاب:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامع مسجد ابو بکر صدیق ♦ جی ۱۱، اسلام آباد میں نماز جمعہ سے قبل نمازیوں کے بہت بڑے اجتماع سے مفصل خطاب فرمایا۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات میں موجودہ ملکی صورت حال پر تبادلہ خیال اور مختلف امور پر مشاورت کی۔

مجلس عاملہ اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ المنظر لاہور میں اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی، اجلاس میں اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے دستور کی حتمی منظوری دی گئی۔

جامعۃ الخیر لاہور میں صوبائی امن کانفرنس کی صدارت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ الخیر لاہور میں منعقدہ صوبائی امن کانفرنس کی صدارت کی اور امن کے لیے اتحاد و اتفاق، بھائی چارہ کی فضا قائم کرنے کی ضرورت پر مدلل گفتگو فرمائی، اس کانفرنس میں مختلف مذاہب و مسالک کی مقتدر شخصیات نے شرکت کی۔

ضلع بنوں کے علماء کرام کے وفد سے ملاقات:

۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۵ مارچ ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم سے

ضلع بنوں کے علماء کرام کے ایک وفد نے مولانا نسیم علی شاہ (مہتمم مرکز اسلامیہ بنوں) کی زیر قیادت جامعہ خیر المدارس ملتان میں ملاقات اور دینی مدارس سے متعلقہ امور پر مشاورت کی۔
جامعۃ الخیر لاہور: تقریب تقسیم لیپ ٹاپ میں شرکت:

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ الخیر لاہور میں حکومت پنجاب کی طرف سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے طلبہ میں لیپ ٹاپ تقسیم کرنے کی تقریب میں شرکت کی اور خصوصی خطاب فرمایا، تقریب کی صدارت حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ (رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس) نے کی اور وفاق المدارس کے مرکزی خازن حضرت مولانا مشرف علی تھانوی صاحب کے علاوہ صوبائی وزیر مذہبی امور عطاء محمد مانیکا، سابق صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ، سیکرٹری محکمہ اوقاف محمد شہر یار سلطان نے بھی خطاب کیا جب کہ ڈی جی محکمہ اوقاف پنجاب ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، قاری احمد میاں تھانوی، مولانا عبد الجبید ناظم مرکزی دفتر (وفاق المدارس)، مولانا مجیب الرحمن انقلابی اور دیگر علماء کرام و ارباب مدارس دینیہ نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔

جامعۃ اشرفیہ لاہور: تقریب تقسیم لیپ ٹاپ میں خطاب:

۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ اشرفیہ لاہور میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طالبات میں لیپ ٹاپ تقسیم کرنے کی تقریب میں دینی علوم حاصل کرنے کی ضرورت و اہمیت پر خطاب فرمایا۔ جامعۃ الخیر اور جامعۃ اشرفیہ لاہور میں سات سو سے زائد طلبہ و طالبات میں لیپ ٹاپ تقسیم کیے گئے۔

الخیر پبلک سکول ملتان میں سالانہ تقریب کی صدارت:

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱ مارچ ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے الخیر پبلک سکول شالیمار کالونی ملتان میں سالانہ تقریب کی صدارت کی اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات میں انعامات تقسیم کیے۔

ملتان: ورلڈ کونسل آف ریلیجز پاکستان کی تقریب میں شرکت:

اسی روز ادارہ خیر المعارف ملتان میں ورلڈ کونسل آف ریلیجز پاکستان کے زیر اہتمام ”بین المذاہب مکالمہ“ کے موضوع پر منعقدہ تقریب کی صدارت کی اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا ”معاشرہ میں رواداری اور امن کے استحکام کے لیے بات چیت کے ذریعہ مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے“ اس تقریب میں تمام مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی۔

دارالعلوم الاسلامیہ لاہور کی تقریب میں شرکت:

یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۲ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم

نے ڈپٹی چیئرمین سینٹ حضرت مولانا عبدالغفور حیدری کے ہمراہ مولانا مشرف علی تھانوی صاحب مدظلہ کی دعوت پر دارالعلوم اسلامیہ لاہور کی تقریب میں شرکت اور خصوصی خطاب فرمایا۔
جامعہ خیر المدارس ملتان میں تقریب تقسیم لیپ ٹاپ کی صدارت:

۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۲ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے طلبہ و طالبات میں لیپ ٹاپ تقسیم کرنے کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا ”دینی مدارس کے طلبہ محب وطن، امن کے داعی ہیں، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی طرف سے دینی مدارس کے طلبہ و طالبات میں لیپ ٹاپ اور سولر لیپ تقسیم کرنا مستحسن اقدام اور دینی مدارس کی خدمات کا کھلا اعتراف ہے، اس تقریب میں کمشنر ڈویژن ملتان کیپٹن (ر) اسد اللہ خان، آرپی او ملتان امجد جاوید سلیمی، ایم پی اے ملتان شہزاد مقبول بھٹہ، وفاق المدارس العربیہ جنوبی پنجاب کے ناظم مولانا زبیر احمد صدیقی، ناظم دفتر وفاق المدارس العربیہ مولانا عبدالجید، محاسب دفتر وفاق المدارس چوہدری ریاض احمد، سیکرٹری ناظم اعلیٰ مولانا سیف اللہ ابرار، مسئولین وفاق المدارس مولانا ارشاد احمد، مولانا محمد نواز، مولانا عبدالجید فاروقی مولانا خالد محمود، مولانا مظہر اسعدی، جامعہ خیر المدارس ملتان کے اساتذہ مولانا نجم الحق، مولانا عبدالمنان، مولانا مختار احمد اور راقم الحروف نے بھی شرکت کی۔

طالبات کے لیے تقریب جامعہ خیر المدارس کے شعبہ تعلیم النساء میں ہوئی، ملتان، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے ۶۹۹ طلبہ و طالبات میں لیپ ٹاپ تقسیم کیے گئے۔
دارالعلوم فاروقیہ راولپنڈی: تقریب تقسیم لیپ ٹاپ میں شرکت:

۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۸ مارچ ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے دارالعلوم فاروقیہ راولپنڈی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے طلبہ و طالبات میں لیپ ٹاپ تقسیم کرنے کی تقریب میں شرکت کی اور خطاب فرمایا، مولانا قاضی عبدالرشید (ناظم پنجاب وفاق المدارس العربیہ پاکستان)، مولانا عبدالجید صاحب، مولانا عبدالقدوس محمدی اور دیگر شخصیات نے بھی شرکت کی۔
اسلام آباد میں صدر پاکستان میاں ممنون حسین سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے ایوان صدر اسلام آباد میں صدر پاکستان میاں ممنون حسین صاحب سے ملک کے ممتاز علماء کرام کے ہمراہ ملاقات کی اور صدر پاکستان کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں شرکت کی۔

آہ! ہمارے جرنیل جمعیت ۛ کی جدائی

محترم جناب آصف محمود مکمل صاحب (خیر پور میرس، سندھ)

شہید جمعیت حضرت سائیں علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو ۛ کی جدائی نے مسلمانوں خصوصاً سندھ کے مسلمانوں کو بے حد غمگین کیا ہے۔ داعی اہل کو لبیک ہر کسی نے کہنا ہے مگر کچھ افراد کے جانے سے دل کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو لفظوں میں بیان کرنے کی مجھے جرات نہیں ہے، ان عظیم اشخاص میں سے جرنیل جمعیت، علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید ۛ سرفہرست ہیں۔ طالب علمی کے زمانے سے دینی سیاست سے وابستہ رہے، شروع میں جمعیت طلباء اسلام میں مختلف عہدوں پر فائز رہے اور بعد میں جمعیت علماء اسلام میں ربع صدی سے ناظم عمومی سندھ کے اہم عہدہ پر رہے۔

قائد سندھ نے ہمیشہ رب کریم سے شہادت کی دعا مانگی تھی جو اللہ پاک نے قبول فرمائی اور مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے شہادت فاروقی ♦♦ جسنی ♦ کی یاد تازہ کر دی، اللہ پاک نے ہمارے علامہ شہید ۛ کو جو اوصاف عطا فرمائے تھے وہ کم ہی لوگوں میں پائے جاتے ہیں، مثلاً درس و تدریس کا میدان ہو، خطابت کا میدان ہو، جماعت کے نظم کا میدان ہو یا سندھ کے عوام کی حقوق کی بات ہو ہر میدان میں ہمارا جرنیل آگے آگے تھا۔ جو کہات مشہور ہے کہ ”شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے“ وہ خوبیاں ہمارے اس فرزند حضرت حقانی ۛ میں بدرجہ اتم پائی گئیں۔ چونکہ حضرت مولانا علی محمد حقانی ۛ نے ہمارے جامعہ شمس العلوم کھراڑہ میں چھ سال تدریسی خدمات سرانجام دی ہیں اور اس ادارہ کو مکتب سے اٹھا کر جامعہ تک پہنچانے میں ان کا بڑا کردار رہا، اسی وجہ سے علامہ شہید ۛ کا ہمارے ادارہ اور جامعہ کے سارے متعلقین خصوصاً جامعہ کے روح رواں حضرت مولانا رشید احمد سومرو صاحب مدظلہ العالی سے بے پناہ دلی لگاؤ تھا اس لیے جرنیل جمعیت ۛ جامعہ شمس العلوم کو اپنا دوسرا گھر قرار دیتے تھے۔ اس موقع کو یاد کر کے میرا دل خون کے آنسو بہا رہا ہے، جب ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کی شام مغرب کے بعد میرے مرشد و مربی علامہ شہید ۛ نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ کل صبح میں آپ کے مدرسہ کھراڑہ میں آؤں گا اور ناشتہ بھی آپ کے ہاں کروں گا تو اگلی صبح ٹھیک فجر کی نماز کے بعد ہم نے مدرسہ کو دلہن کی طرح سجایا اور جامعہ کے اساتذہ و طلبہ مجھ سے بار بار پوچھ رہے تھے کہ علامہ صاحب کس وقت آئیں گے؟ چونکہ قائد سندھ سے مسلسل رابطے میں تھا تو ٹھیک ۹ بجے علامہ شہید ۛ پہنچے تو ان کے اعزاز میں مدرسہ کے سارے اساتذہ کرام اور طلبہ نے مدرسہ سے باہر نکل کر پر جوش استقبال کیا۔

اس کے بعد علامہ شہید ۛ سے سارے اساتذہ اور طلبہ نے مصافحہ کیا اور اس کے ۳ گھنٹے بعد علامہ شہید ۛ نے جامعہ کے اساتذہ سے مختلف امور پر بات چیت کی، ان باتوں میں خصوصاً قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب پر کونینہ میں ہونے والا حملہ، سکھر میں زیر تعمیر جے یو آئی صوبہ سند کے دفتر اور جہاں ہمارا جرنیل ۛ شہید ہوا اس سکھر والے مدرسہ کے بارے میں آئندہ کے پروگرام کے متعلق بات چیت اور مشورہ کیا گیا۔ انتہائی خوشگوار ماحول میں جرنیل محترم ۛ سے ہماری ملاقات ہوئی، ہمیں کیا معلوم تھا کہ شہید اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو ۛ سے یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ ہمارے دلوں کی دھڑکن شہید جمعیت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو ۛ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی طرف سے اسلام اور پاکستان اور سندھ کے عوام کے لیے کی گئی خدمات اپنی بارگاہ میں منظور و مقبول فرمائے، آمین ثم آمین

not found.

رجسٹریشن شوقیت

۳۸۳

not found.

رجسٹریشن شمولیت

کُتب نما

دعوت و تبلیغ کی محنت (جلد ۲) کیا، کیوں اور کیسے؟:

تالیف: ڈاکٹر محمد ظفر اقبال

ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

دعوت و تبلیغ کا کام موجودہ بیچ پر اپنے مؤسسين اور بانیان کے خلوص و حسن نیت کی وجہ سے اطراف عالم میں پھیل چکا ہے، اس توسع اور ہمہ گیری کا تقاضا ہے کہ اس کے بانیان نے اس محنت کو حضرات صحابہ کرام ؓ کے اسوہ کے مطابق سرانجام دینے کے لیے جو خطوط متعین کیے تھے، انہیں ہمہ وقت پیش نظر رکھا جائے، بالخصوص جو حضرات نے اس محنت سے وابستہ ہوئے ہوں، وہ اکابر تبلیغ کے ارشادات و ملفوظات کی روشنی میں اس پر کاربند رہیں۔ بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی، حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی، حضرت مولانا انعام الحسن، حضرت مولانا محمد عمر البیوری، حضرت مولانا شیخ سعید احمد خان اور دیگر اکابر تبلیغ نے وقتاً فوقتاً اپنے بیانات اور تحریروں میں دعوت دین کی حقیقت، اس کا مقصد، اہمیت، نیت، طریقہ اور آداب و اصول بیان فرمائے ہیں، اگر تبلیغی محنت کے دوران ان کا لحاظ رکھا جائے ان شاء اللہ اس محنت کے فوائد و ثمرات دو چند ہونے کے علاوہ روحانی اعتبار سے موجب ترقی ہوگا۔

محترم ڈاکٹر محمد ظفر اقبال اسی مقصد کے پیش نظر اکابر تبلیغ کی ان ہدایات و ارشادات کو دو ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے، جو اس عظیم دینی محنت کو سرانجام دیتے وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے، بلاشبہ یہ دونوں جلدیں اس قابل ہیں کہ دینی کام کرنے والے تمام حضرات بالخصوص دعوت و تبلیغ سے وابستہ حضرات انہیں ہر وقت زیر مطالعہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مؤلف، ناظرین اور جملہ مسلمانوں کے لیے نافع و ہدایت بنائیں۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت بہتر، صفحات جلد اول: ۳۳۶، جلد ثانی ۳۵۲

قیمت: بکمل سیٹ ۳۵۰ روپے علاوہ محصول ڈاک رابطہ: 0322-6180738

مولانا عبید اللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکر ولی الہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ:

مؤلف: مولانا مفتی محمد رضوان صاحب

ناشر: کتب خانہ ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر ۷، راولپنڈی

مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم تحریک آزادی ہند کے ایک سر بکف اور سرفروش مجاہد گزرے ہیں، ان کی زندگی کا ایک حصہ وہ ہے جو ان کے استاذ و مربی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہ کے زیر سایہ گزرا۔ اس عرصہ میں ان کے افکار و نظریات میں کوئی ایسی قابل تکیہ بات سامنے نہیں آئی جو جمہور امت کے عقائد و نظریات کے خلاف ہو، لیکن

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے وصال کے بعد جب مولانا سندھی مرحوم افغانستان، روس اور ترکی کے اسفار سے واپس ہندوستان آئے تو انہوں نے بعض ایسے خیالات و نظریات کا اظہار شروع کیا جنہیں نرم سے نرم الفاظ میں ان کے افکار شاہد اور ذہنی اختراعات کہا جاسکتا ہے، مولانا سندھی کے اس قسم کے تفردات و تکتات کی وجہ سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں تحریر فرمایا تھا: ”..... تمام اہل فہم اور ارباب قلم و علم سے پر زور درخواست ہے کہ مولانا مرحوم کی کسی تحریر کو دیکھ کر اس وقت تک اس پر کوئی حتمی رائے قائم نہ فرمائیں، جب تک کہ اس کو اصول اور مسلمات اسلامیہ اور ضروریات دین اور عقائد و اعمال اہل سنت والجماعت کے زیر قواعد تالیفات پر پرکھ نہ لیں اور علیٰ ہذا القیاس مولانا کے کسی کلام کو حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت مولانا محمد قاسم، حضرت شیخ الہند اور دیگر اسلاف و اکابر دیوبند کا مسلک بھی نہ سمجھیں جب تک کہ اس کو سوٹی پر اس کو کس نہ لیں“ (مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کے علوم و افکار، مؤلفہ مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ ص ۱۴۱)

مولانا مفتی محمد رضوان صاحب نے مذکورہ بالا کتاب میں مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کے افکار اور تنظیم فکر ولی اللہی کا تحقیقی جائزہ نہایت محنت اور عرق ریزی سے پیش نظر فرمایا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ تنظیم فکر ولی اللہی کے افکار و نظریات کو اہل سنت والجماعت کے عقائد سے ملا نا غلط ہے، ان کا طرز عمل علماء حق علمائے دیوبند کے برعکس ہے، اس لیے اہل السنۃ کے لیے اس تنظیم میں شامل ہونا جائز نہیں، اس گروہ سے تعلق رکھنے والے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے، ایسا شخص منصب امامت کے اعزاز کا مستحق نہیں (دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، بحوالہ کتاب مذکور ۳۸۲) تنظیم فکر ولی اللہی کے افکار و نظریات کے بارے میں جو حضرات تشکیک کا شکار ہیں، اس کتاب کے مطالعہ سے امید ہے کہ ان کے تمام شبہات و اشکالات دور ہو جائیں گے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ، صفحات: ۴۲۱ قیمت: درج نہیں رابطہ: 051-5507270

النجو الحسن:

تالیف: مولانا محمد نعیم کھتران فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر: مکتبہ عمر بن الخطاب، سیدنا عمر فاروق، شاہ رکن عالم کالونی ملتان

علوم دینیہ میں مہارت کے لیے صرف و نحو کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، ان علوم پر حضرات علماء کرام نے سینکڑوں کتب تحریر فرمائی ہیں فارسی و عربی کی طرح اردو کا دامن بھی ایسی کتب سے مالا مال ہے، حضرت مولانا محمد نعیم کھتران (مدیر دارالعلوم رحمانیہ، بھٹہ کالونی ڈیرہ غازی خان) نے ”النجو الحسن“ کے نام سے جو اردو جو رسالہ مرتب فرمایا ہے، اس میں سہولت و سلاست کا بطور خاص التزام کیا گیا ہے، جو طلبہ و نحو کو ایک مشکل فن سمجھتے ہیں وہ ان شاء اللہ العزیز اس کتاب سے خاطر خواہ نفع اٹھا سکتے ہیں۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت بہتر صفحات: ۱۵۲ قیمت: درج نہیں رابطہ: 0300-7345151

ماہنامہ ”المدینہ“ کا محسن اعظم م:

مدیر اعلیٰ: قاری حامد محمود

ملنے کا پتہ: ماہنامہ المدینہ، صائمہ ٹاورز، روم نمبر ۲۰۵، سیکنڈ فلور، آئی آئی چندری گروڈ کراچی
 ماہنامہ المدینہ (کراچی) گزشتہ ۱۴ برس سے ماہ ربیع الاول کے موقع پر امام الانبیاء م کی سیرت طیبہ پر
 خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کر رہا ہے۔ بلاشبہ امت بلکہ پوری انسانیت اس وقت جن مصائب میں گھری ہوئی ہے،
 ان سے نجات صرف دامن نبوت سے وابستگی میں پنہاں ہے، اہل ایمان آنحضرت م کے اوصاف حمیدہ اور
 سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہو کر ہی دنیا و آخرت کی کامیابیاں پاسکتے ہیں۔
 محبوب رب العالمین م کے تذکرہ سے ان کی محبت پیدا ہوتی ہے اور آپ م کی محبت ذریعہ اطاعت اور
 وسیلہ نجات ہے۔

مشکل نہیں ہے آپ م کی سنت کی پیروی گردل میں بس رہی ہو محبت حضور م کی
 سیرت طیبہ اور تعلیمات نبوی م پر مشتمل اسی خصوصی شمارہ میں سرکارِ دو عالم م کے خلق عظیم، حسن معاشرۃ
 اور عظمت کردار کے متعلق بہت عمدہ مضامین کا انتخاب کیا گیا ہے، نعتوں کا انتخاب بھی المدینہ کی مجلس مشاورت کے
 حسن ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے، البتہ آنحضرت م کی ذات اقدس کے لیے ”سربراہِ دین و ملت ص ۲۱۱“ کی
 اصطلاح کچھ غیر مانوس محسوس ہوتی ہے۔ اس خوبصورت خصوصی شمارہ پر المدینہ کی پوری ٹیم مبارکبادی کی مستحق ہے۔
 کمپوزنگ و طباعت بہتر کاغذرف صفحات: ۳۲۰ ہدیہ: ۳۰۰ روپے رابطہ: 0300-2204255
تحفۃ المواریش:

افادات: مولانا فاروق حسن زئی مرتب: ماہر منظور

ملنے کا پتہ: اسلامی کتب خانہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
 علوم شرعیہ میں ”علم الفرائض“ کی اہمیت و افادیت روز روشن کی طرح عیاں ہیں، حتیٰ کہ احادیث شریفہ میں اس
 علم کو نصف علم کہا گیا ہے، دوسرے علوم کی طرح اس علم کے ماہرین بھی اب کم ہوتے جا رہے ہیں، حضرت مولانا
 فاروق حسن زئی ”علم الفرائض“ کے کہنے مشق استاذ ہیں، ان کے تلمیذ رشید مولانا ماہر منظور صاحب نے ان کے درسی
 افادات کو آسان و دلنشین انداز میں قلم بند کیا ہے، یہ مجموعہ میراث کے مسائل کے ساتھ درس نظامی کی مشہور کتاب
 سراجی کے حل کے لیے بھی مفید ہے۔

کاغذ کمپوزنگ و طباعت عمدہ صفحات: ۲۰۶ قیمت درج نہیں رابطہ: 0321-9265776

معلم عالم م:

نتیجہ فکر: عبدالرحیم ارحم قریشی

ملنے کا پتہ: مکتبہ اصلاح و تبلیغ، مارکیٹ ٹاور، حیدر آباد

اہل ایمان نے محبوب کل جہاں سرکارِ دو عالم م سے محبت و شفیقتی اور عشق و عقیدت کا اظہار مختلف پیراؤں میں
 کیا ہے، نعت کے بعض اشعار ایسے برجستہ، بے ساختہ اور خلوص و درد میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں کہ دل محبت
 نبوی م میں تڑپ اٹھتا ہے۔

بعض نعت گو عشاق نے اپنی عقیدت کے اظہار میں ندرت کا مظاہرہ کیا ہے، ان میں جناب عبدالرحیم ارحم بھی

ہیں جنہوں نے اپنی نوعیت کا ایسا منفرد مجموعہ حمد و نعت مرتب کیا ہے، جس میں اردو کا کوئی منقوٹ (نقطہ والا) حرف استعمال نہیں کیا۔

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است
کاغذ کمپوزنگ طباعت بہتر صفحات: ۱۲۸ قیمت: ۲۰۰ روپے رابطہ:

سو پھول:

مختصر تعارف: مولانا قاضی محمد اسرار نیل گزنگی

ناشر: مکتبہ انوار مدینہ جامع مسجد صدیق اکبر ♦ محلہ صدیق آباد (پرچنی) مانسہرہ، ہزارہ پاکستان
ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ کی مختصر حیات طیبہ اور ان کی زبان مبارک سے نکلے جملے اور واقعات کا مجموعہ،
جن کی تعداد ایک سو ہے

صفحات: ۲۱۰ قیمت: ۲۰ روپے رابطہ: 0302-3501755

مسائل موبائل:

از: مولانا محمد عرفان صاحب

ملنے کا پتہ: اسلامی کتب خانہ نزد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
عصر حاضر کی جدید ایجاد ”موبائل“ کے ساتھ بہت سے شرعی مسائل بھی متعلق ہیں، مولانا محمد عرفان (فاضل
جامعہ خیر المدارس ملتان) نے ان مسائل کو جمع کر دیا ہے، فجزاہ اللہ خیر الجزاء صفحات: ۱۱۲ قیمت درج نہیں
زوار اکیڈمی کے رسائل سیرت:

ملنے کا پتہ: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اے، ۱۷/۱، ناظم آباد کراچی

امام الانبیاء سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت طیبہ کے جس پہلو کو بھی بیان کیا جائے تو نور علی نور اور اہل ایمان کے
لیے باعثِ سرور ہے، تاہم عبادات کے ساتھ معاملات، اخلاق اور آداب زندگی میں بھی ہم اسوہ رسول اللہ ﷺ کے
محتاج اور شرعاً اسے اختیار کرنے کے پابند ہیں۔

زوار اکیڈمی نے اس سلسلہ میں ”جواہرات سیرت“ کے نام سے ایک قابلِ قدر و لائق تحسین سلسلہ شروع کیا ہے
جس میں آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے ان پہلوؤں کو زیادہ اجاگر کیا گیا ہے جن کا تعلق سماجیات اور آداب
زندگی سے ہے تاکہ اس آئینہ سیرت میں ہم دینی زندگی کے خدوخال درست کر سکیں۔

اس سلسلہ میں ہمیں اب تک ملنے والے رسائل درج ذیل ہیں:

✉ رسول اللہ ﷺ کا نظریہ جہاد اور جدید ذہن کے شبہات از علامہ ڈاکٹر محمود احمد غازی ۵۵ صفحات ۲۴

▣ اسوہ حسنہ ایک سماجی مطالعہ از جناب عبداللہ جاوید صفحات ۴۶

▣ حضرت ام ایمن ؓ رسول اللہ ﷺ کی اتار ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی صفحات ۴۶

▣ تربیت اولاد تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں از سید فضل الرحمن صفحات ۴۶

یہ چاروں رسائل قدر و قیمت اور افادیت کے اعتبار سے بعض ضخیم کتابوں پر بھاری ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اہل ایمان کے لیے زیادہ سے زیادہ نافع بنائیں۔
رابطہ: 0321-2834249

چہل حدیث بروایت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ :

از: حضرت مولانا عبدالعزیز خیر آبادی

ناشر: جامعہ خلفاء راشدین ☐، خیابان سرور بلاک بی، ڈیرہ غازی خان

علم حدیث و فقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کا نام و مقام اظہر من الشمس ہے، حدیث میں آپ کے مقام کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اصحاب صحاح ستہ میں کوئی محدث ایسے نہیں جو امام اعظم ؒ کے بالواسطہ شاگرد نہ ہوں، شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز خیر آبادی نے امام صاحب ؒ کی مرویات میں سے چالیس وحدانی اور ثنائی احادیث کا انتخاب فرمایا ہے۔ یعنی وہ احادیث جن کی سند امام صاحب ؒ سے ایک یا دو واسطوں سے صحابی رسول اللہ ﷺ سے مل جاتی ہے۔ صفحات: ۴۸ قیمت: درج نہیں

امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر ؓ :

خطاب: قائد احرار حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری ؒ

ناشر: دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

قائد احرار وکیل صحابہ و اہل بیت ☐ حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری ؒ فصاحت و بلاغت، تہوار و شجاعت اور حق گوئی و خطابت میں اپنے والد گرامی امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کے حقیقی جانشین اور عکس جمیل تھے، ان ہی کی طرح علمی موضوعات پر کئی کئی گھنٹے اس تسلسل اور روانی کے ساتھ بولتے تھے کہ اہل علم عیش و عشرت کراٹھتے تھے، آپ ؒ کے معاصرین میں آپ ؒ جیسا وسیع المطالعہ اور عمیق العلم شخص نظر نہیں آتا، ۱۹۷۶ء میں آپ نے جامع مسجد عباسی محلہ عباسیہ احمد پور شرقیہ (ضلع بہاولپور) میں سیرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے موضوع پر خطاب فرمایا، مکتبہ دار بنی ہاشم نے علوم و معارف کے اس خزینہ کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے اس کی افادیت کو عام کر دیا ہے، عوام و خواص کے لیے لائق مطالعہ ہے۔ صفحات: ۱۱۲ قیمت: ۸۰ روپے

صدائے اسلام کا سیرۃ النبی ﷺ :

مدیر: محمد سلیم جلوی ناشر: ادارہ دار القرآن ٹرسٹ نزد مسجد امیر حمزہ، جلعیم سیلیس، ضلع

دہاڑی

۲ ماہی صدائے اسلام نے سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر خصوصی شمارہ شائع کیا ہے، مضامین سیلیس و عام فہم ہیں

رابطہ: 0301-7941493

صفحات: ۸۴ ہدیہ: ۲۰ روپے